نمبر ۷۱ | مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۲ شوال سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷




## مدینۃ المسیح

۱۰ مارچ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کسی قدر حرارت اور سر درد کی تکلیف ہو گئی لیکن اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔

صاحبزادی امۃ الحکیم بنت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کو دماغی بخار کا تیز حملہ ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب مرض میں کمی ہو رہی ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب نے بحالئ صحت کے لئے تین ماہ کی رخصت حاصل کی ہے۔ اور معالجہ کے لئے دہلی میں مقیم ہیں۔

مولانا غلام رسول صاحب راجیکی لاہور سے واپس آنے کے بعد انجمن اسلامیہ جموں کے جلسہ میں تشریف لے گئے۔

۱۱ مارچ۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نویں جماعت کے طلباء نے دسویں جماعت طلباء کو دعوت چاء دی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور بعض اور اصحاب کو مدعو کیا۔ دراں وداعی ایڈریس پیش کیا۔ نیز نہم ہائی کلاس کی طرف سے جواب دیا گیا۔ آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے مختصر تقریر فرمائی۔

# ذمہ وار آریوں کے نام اعلان ضروری

## گندا اور دل آزار لٹریچر بند کر دیا جائے

کچھ عرصہ ہوا۔ ایک کتاب "نیوگ کی فلاسفی اور تہذیب مرزا" نامی آریہ سماج کے ایک گندے اور بدزبان ممبر کی طرف سے شائع ہوئی ہے جس میں نہایت گندے الفاظ میں حضرت مسیح موعود بانئ سلسلہ احمدیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ نفس مضمون کا تو ہم جواب دینگے ہی۔ لیکن سوال اس بدزبانی کا ہے۔ جو اس میں اختیار کی گئی ہے۔ ہم آریہ سماجوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اگر اس قسم کا لٹریچر اُن کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ تو اس کا ایسا مؤثر جواب ہم دے سکتے ہیں۔ اور دینگے۔ کہ پھر اُن کے بنائے کچھ نہ بنیگی۔ لیکن اگر وہ بھی اس طرح کی تحریر کو ناپسند کرتی ہیں۔ تو ہم ایک ماہ تک اس کا انتظار کرینگے۔ کہ پرتی ندھی سبھا لاہور۔ گوروکل کانگڑی اور دوسری ذمہ وار سماجوں کی طرف سے اس کتاب کے خلاف پروٹسٹ شائع کیا جائے۔ اور آریہ دوکانداروں کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ اس کی فروخت کو اسوقت تک بند کر دیں۔ جبتک کہ مصنف گالیوں کا حصہ نکالکر صرف علمی مضامین کو باقی نہ رہنے دے۔ اگر ایک ماہ کے اندر اندر آریہ صاحبان کی طرف سے ایسی کوئی کارروائی نہ ہوئی تو ۱۵ اپریل سے ہم بالکل آزاد ہونگے۔ اور اس لٹریچر کا جواب اسی رنگ میں دینگے۔ جس کا وہ مستحق ہے۔ اور اسوقت سارا الزام آریہ سماج پر ہوگا۔ نہ کہ ہم پر۔

المعلن ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

## تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

سکول کا سالانہ امتحان ۱۱- مارچ سنہ ۱۹۳۰ء سے شروع ہوکر ۲۲- ماہ حال کو ختم ہو جائیگا۔ یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء سے سکول نئے سال کے لئے کھل جائے گا۔ اور پڑھائی اسی تاریخ سے شروع ہو جائے گی جو احباب اپنے بچوں کو بھیجنا چاہیں۔ وہ اپریل کے پہلے ہفتہ کے اندر بھجوا دیں۔ ورنہ بچوں کی تعلیم کا حرج ہوگا۔ عام طور پر فیس سرکاری فیس کا ¾ ہے۔ یعنے اگر سرکاری سکول میں دسویں کی فیس چار روپے ہو۔ تو یہاں تین روپے۔ بورڈنگ ہوس کی فیس معہ فیس ڈاکٹر ۱۲/ ماہوار ہے۔ ہائی میں وہی کتابیں ہیں۔ جو یونیورسٹی کی طرف سے مقرر ہیں۔ اور مڈل میں بھی منظور شدہ کتب ہیں جن کی فہرست طلب کرنے پر ارسال ہو سکتی ہے۔ بورڈنگ ہوس کا خرچ خوراک آٹھ اور دس کے درمیان ہے۔ لیکن اس میں دودھ یا جیب خرچ یا کتابوں۔ کاپیوں یا دھوبی۔ نائی کا خرچ شامل نہیں ہے۔ یہ والد یا گارڈین کی ہدایت کے ماتحت کیا جاتا ہے۔ خاکسار محمد دین ہیڈ ماسٹر

## بیرونی لجنہ اماء اللہ توجہ کریں

مجلس مشاورت کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ کی سالانہ رپورٹ مفصل پیش ہونی ضروری ہے۔ اس لئے جملہ کارکن خواتین یا امراء جماعت اپنی اپنی انجمن کی رپورٹ بہت جلد میرے دفتر میں بھیج دیں۔ تاکہ مجلس مشاورت میں ان کی انجمن کا سالانہ کام پیش کیا جاسکے۔ جملہ رپورٹیں ۲۰- مارچ سنہ ۱۹۳۰ء تک پہنچ جانی نہایت ضروری ہیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

## سیکرٹریان تعلیم و تربیت توجہ کریں

آپ نے سال بھر میں اپنی جماعت کی رپورٹیں باقاعدہ دینے کی طرف توجہ نہیں کی۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ آپ نے اپنی جماعت میں کوئی کام نہیں کیا۔ لیکن میرا دفتر آپ کے کام سے بالکل ناواقف ہے۔ اب مجلس مشاورت کا وقت نہایت قریب آگیا ہے الفضل میں رپورٹوں کے لئے اعلان ہو چکا ہے۔ آپ صاحبان بہت جلد اپنی اپنی سالانہ رپورٹ لکھکر بھیج دیں۔ اور اس میں کسی قسم کا تساہل نہ برتیں۔ ورنہ مجھ کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آپ کی جماعت کا نام ان جماعتوں کے ساتھ پڑھا جائیگا۔ جنہوں نے سال بھر میں تعلیم و تربیت کے کام کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

## دعوت و تبلیغ کا ضروری اعلان

### اشتہار ندائے ایمان نمبر ۲

اشتہار "ندائے ایمان نمبر ۲" کے متعلق میں پہلے بھی دو مرتبہ اعلان کر چکا ہوں۔ کہ یہ اشتہار صرف ایک ہی مرتبہ کافی تعداد میں چھپوایا جائیگا۔ اس لئے جو احباب خریدنا چاہیں۔ وہ ۲۰- مارچ تک اطلاع دیں۔ کہ انہیں کس قدر تعداد میں اشتہار مطلوب ہے ۲۰- مارچ کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں کی تعمیل نہ ہو سکے گی۔ اس لئے احباب جلد سے جلد اطلاع دیں۔ اب تک اس اشتہار کی خریداری کے متعلق صرف ایک درخواست پہونچی ہے آرڈر دیتے وقت اُن تمام ہدایات کو ملحوظ رکھیں۔ جو وقتاً فوقتاً اس بارہ میں شائع ہوتی رہی ہیں۔

### سالانہ تبلیغی رپورٹیں

سالانہ تبلیغی رپورٹیں بھیجنے کے متعلق بھی دو مرتبہ پہلے اعلان ہو چکا ہے لیکن اس وقت تک بہت ہی کم رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ مجھے ۲۰- مارچ تک سالانہ رپورٹیں تمام جماعتوں کی طرف سے مل جانی چاہئیں۔ اس لئے سکرٹری صاحبان تبلیغ جلد تر رپورٹیں تیار کر کے تاریخ مقررہ تک بھجوا دیں۔ وقت بہت تھوڑا ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

## بیرون ہند الفضل کا چندہ دس روپیہ ہے

یہ اعلان اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ مگر غالباً بہت سے دوستوں کو ابھی تک غلط فہمی ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اخبار الفضل کے صفحات اب ۱۶- ہیں۔ اس لئے دو پرچوں کے پیکٹ پر اب ایک آنہ کا ٹکٹ لگتا ہے۔ گویا سال بھر میں دو روپے زائد خرچ ہوتے ہیں۔ پیکنگ اور کور کے کاغذ کا خرچ بھی ہے۔ اس لئے ہندوستان سے باہر کے خریداروں سے اب ۸- روپے کی بجائے دس روپے وصول کئے جایا کریں گے۔ احباب بیرون ہند نوٹ فرمائیں

منیجر الفضل قادیان

## "الفضل" کی ایجنسیاں

ہم نے چاہا تھا۔ کہ الفضل کی ایجنسیاں ہر شہر اور بڑے قصبے میں قائم ہو جائیں۔ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ رعایت دی۔ اور یہ اہتمام بہت سا خرچ برداشت کر کے جاری رکھا کہ ایک روز دوسرے خریداروں سے اول ان کو پرچہ پہونچایا جاتا مگر تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ اول تو بہت سے شہروں اور قصبوں کے دوستوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ اور جن اصحاب نے توجہ فرمائی۔ تو زیادہ سے زیادہ یہ کیا۔ کہ وہی خریدار جو پہلے تھے وہ اکٹھے ایک صاحب کے نام پرچہ منگوانے لگے۔ کیونکہ اس طرح پر رعایت نظر آئی۔ اور پرچہ بھی ایک روز اول ملنے لگا۔ قیمت بھی پیشگی نہ دینی پڑی۔ اور یہ نہ خیال فرمایا۔ کہ ایجنسی کا مقصد تو یہ ہے۔ کہ غیر باقاعدہ خریدار اور سلسلہ احمدیہ میں جو داخل نہیں ہوئے۔ ان میں اخبار دیکھنے کی دلچسپی پیدا ہو۔ ہم نے چار اور پانچ پرچے حتے کہ تین کی بھی ایجنسی جاری کر دی۔ مگر آئندہ کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ

(۱) بیس یا بیس سے زائد اخباروں پر ۲۵- فیصدی

دس یا دس سے انیس تک کے لئے ۲۰- فیصدی

پانچ یا پانچ سے ۹ تک کے لئے ½ ۱۲- فیصدی

اس سے کم ۱۰- فیصدی کمیشن ہوگا۔ واضح ہو۔ کہ محصول ڈاک میں ہمیں کوئی تخفیف نہیں ہوتی۔ ایک پیسہ فی پرچہ کے حساب سے لگانا پڑتا ہے۔

منیجر الفضل قادیان

## فاروق کی خریداری کے لئے خاص رعایت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سالانہ جلسہ پر فاروق کی خریداری کے لئے جو احباب کو یہ سفارش فرمائی تھی۔ کہ "جہاں تک ہوسکے۔ فاروق کی خریداری بڑھائیں"۔ اس سفارش کو زیادہ کامیاب بنانے کے لئے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ جو دوست ۳۱- مارچ تک فاروق کی خریداری منظور فرمائینگے۔ ان کو ذیل کی مندرجہ ذیل دو کتابیں جو نہایت مفید ہیں۔ بطور انعام مفت دی جائینگی۔ ہدایات زرین جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خاص ان احباب کے واسطے فرمائی ہیں جو تبلیغ اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا شوق رکھتے ہیں۔ اعلےٰ کاغذ عمدہ لکھائی چھپائی تقطیع۔ قیمت ۱۰/ تنقید صحیح۔ فرقہ بابیہ کی اس کتاب کا مکمل اور مدلل جواب مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ فلسطین نے رقم فرمایا ہے۔ جو بابیوں نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھکر بمبئی سے شائع کی تھی۔ قیمت ۸/ پس جو دوست فاروق کی ایک سال کے لئے خریداری کی درخواست

الفضل — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ۱۰۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

# ریلوے کی ملازمتوں میں مسلمانوں کی شدید حق تلفی

## مسلمان ممبرانِ اسمبلی کی قابل تعریف جدوجہد

اسمبلی کے حال کے اجلاس میں تمام مسلمان ممبروں نے جس ہم آہنگی کے ساتھ ریلوے کی ملازمتوں میں مسلمانوں کی حق تلفی کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس شدید بے انصافی کا ہر سیاسی خیال کے مسلمان ممبر کو نہایت شدت کے ساتھ احساس ہے۔ اور انہوں نے گورنمنٹ کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے پوری کوشش اور سعی سے کام لیا ہے۔

### مصارف ریلوے میں تخفیف کی تحریک

مسٹر اے۔ ایچ غزنوی نے اس بنا پر ریلوے کے مصارف میں ایک سو روپیہ تخفیف کی قرارداد پیش کی۔ کہ اس محکمہ کی ملازمتوں میں مسلمانوں کی صریح حق تلفی ہو رہی ہے۔ راجہ غضنفر علی نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ جب تک ریلوے بورڈ اس قسم کا کوئی قطعی حکم صادر نہ کر دے۔ کہ اتنے سال تک صرف اقلیتوں کے افراد ملازم رکھے جائیں گے۔ موجودہ حالت کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ مسٹر عبد المتین نے ملازمتوں کے متعلق ریلوے بورڈ کے بنیادی قواعد پر تنقید کرتے ہوئے کہا۔ یہ مسلمانوں کی ملازمتوں کے راستے میں روڑے اٹکانے والے ہیں۔ مسلمان کوئی رعایت نہیں مانگتے۔ بلکہ انصاف کے طالب ہیں۔ نواب سر ذوالفقار علی خاں نے گذشتہ تین سال تک کے ریلوے کی متعدد شاخوں کے اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے ثابت کیا۔ کہ برادران وطن کی طرف سے "قابلیت" کے ایک بناوٹی حیلہ اور بہانے سے مسلمانوں کے حقوق کو غصب کیا جا رہا ہے۔ قابلیت کا اعلیٰ معیار رکھنے والے مسلمانوں پر ان سے کم قابلیت رکھنے والے ہندوؤں کو فوقیت دی جاتی ہے۔ میاں عبد الحی نے کہا۔ جہاں میں اس امر کا حامی ہوں۔ کہ ملازمتیں ہندوستانیوں کو دی جائیں۔ وہاں اس بات کا مخالف ہوں۔ کہ وہ سب کی سب ہندوؤں کے حوالے کر دی جائیں۔ مسلمانوں کو ان کا جائز حق ضرور ملنا چاہیئے۔ مسٹر جناح نے کہا۔ ہم کئی سال سے حکومت کو اس کے متعلق کارروائی کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ لیکن صورت حالات وہی ہے۔ جو چند سال پہلے تھی مجھے اندیشہ ہے۔ کہ ملازمتوں میں مسلمانوں کی اقلیت کے پیچھے حکومت کی ایک قطعی اور معین حکمت عملی کارفرما ہے۔ موجودہ حکمت عملی سے مسلمانوں کو شکایت پیدا ہو رہی ہے۔

### حکومت کا جواب

حکومت کی طرف سے مسٹر ہیمین نے جواب دیتے ہوئے جہاں یہ کہا۔ کہ ریلوے میں ہندوستانیوں کی بھرتی شروع ہے اور اس وقت تک ۷۱۔ فیصدی ہندوستانی بھرتی ہو گئے ہیں۔ وہاں یہ بھی تسلیم کیا۔ کہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اور اعداد و شمار کے ذریعہ بتایا۔ کہ مسلمان ملازمین کا فی صدی تناسب آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی امید دلائی۔ کہ آئندہ مسلمان ملازمین کی رفتار ترقی زیادہ تیز ہو گی۔ اور ایوان کو یقین دلایا۔ کہ مارچ میں اس مسئلہ پر ریلوے کے ایجنٹوں کے ساتھ گفتگو کی جائے گی۔

مسٹر ہیمین نے یہ بھی کہا۔ حکومت اس قرارداد پر پوری طرح قائم ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ اقلیتوں کو ایک تہائی ملازمتیں دی جائیں۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ وہ ملازمتیں دینے والے ذمہ دار افسروں کے نام ہدایات نافذ کریں گے۔ کہ وہ اس قرارداد کی حکمت عملی کو پیش نظر رکھیں۔

### اہم سوال

یہ سب کچھ درست۔ مگر سوال یہ ہے۔ جب حکومت اس قرارداد پر پوری طرح قائم ہے۔ کہ اقلیتوں کو ایک تہائی ملازمتیں دی جائیں اور یہ بھی اسے اعتراف ہے۔ کہ مسلمانوں کی محکمہ ریلوے میں بہت قلت ہے۔ اور جسے "مسلمان ملازمین کا فیصدی تناسب آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے" کہا گیا ہے۔ اس کی حقیقت ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے۔ جو سر ذوالفقار علی خاں نے پیش کئے۔ تو ان وعدوں میں کونسی چیز نئی پیش کی گئی ہے۔ جو اعتماد اور بھروسہ کے قابل قرار دی جا سکے۔

### مسلمان ملازمین کی رفتار ترقی

ذرا غور کیجئے۔ گذشتہ چند سال میں جو ملازم ریلوے میں رکھے گئے۔ ان میں مسلمانوں کی کیا نسبت ہے۔ گیارہ اعلیٰ افسروں۔ ۹۔ سپرنٹنڈنٹوں۔ ۱۹۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹوں۔ ۹۔ انسپکٹر اور سٹینوگرافروں میں صرف ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مسلمان لیا گیا۔ وہ بھی رخصت لے کر چلا گیا۔ اور اس کی جگہ ہندو کو لگا دیا گیا۔ البتہ ۴۷ سب ہیڈوں میں سے ۱۱۔ اور ۱۱۸۶۔ کلرکوں میں سے ۲۴۲ مسلمان رکھے گئے۔ یہ ہے۔ وہ ترقی جس کی بنا پر سرکاری ممبر نے کہا ہے۔ کہ مسلمانوں کے تناسب فی صدی میں آہستہ آہستہ ترقی ہو رہی ہے۔

### معیار قابلیت

اسی طرح قابلیت کے لحاظ سے بھی مسلمان ملازمین کو سخت گھاٹے میں رکھا جاتا ہے۔ مثلاً ایک ایف۔ اے پاس خوشی رام جسے اپریل سنہ ۱۹۲۵ء میں سو روپیہ تنخواہ پر ملازم رکھا گیا تھا اب ۲۹۰۔ روپے لے رہا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں بی۔ اے پاس عبد الرحمٰن کو اپریل سنہ ۱۹۲۶ء میں ۶۰۔ روپیہ ماہوار پر رکھا گیا۔ اور اس وقت اس کی تنخواہ ۷۶۔ روپے ہے۔ اسی طرح جگدیش رام انٹرنس پاس دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء میں ۸۰۔ روپیہ پر ملازم ہو کر اب ایک سو بیس روپے لے رہا ہے۔ لیکن عبد الرشید ایف اے پاس اپریل سنہ ۱۹۲۶ء میں ۶۰۔ روپے پر ملازم ہو کر اب ۴۶۔ پا رہا ہے۔ اسی قسم کی اور بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہے۔ مسلمانوں کی قابلیت کا لحاظ نہ تو ملازم رکھتے وقت کیا جاتا ہے۔ اور نہ اس کے بعد۔ اور ہندوؤں کو ان پر محض ہندو ہونے کی وجہ سے فوقیت دے دی جاتی ہے۔

### بے انصافی کی وجہ

اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ اور جب تک اس کا انسداد نہ کیا جائے گا۔ حکومت خواہ لاکھ دفعہ مسلمانوں کو ان کے حقوق دلانے کے وعدے کرے۔ اور ملازمتیں دینے والے افسروں کے نام ہدایات نافذ کرے۔ ان کا مسلمانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔

وہ وجہ یہ ہے۔ کہ دیگر تمام محکموں کی طرح ریلوے کے سارے دفاتر پر ہندوؤں کا قبضہ ہے۔ اور چونکہ سب ملازموں کی تقرری ان کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس لئے وہ مسلمانوں کو ملازمت حاصل کرنے کا موقعہ نہیں دیتے۔ اس کے لئے سرنگ کے

حیلے اختیار کرتے رہتے ہیں۔ اور اعلےٰ افسروں کو یہ سنا دیتے ہیں۔ کہ اچھی قابلیت کے مسلمان نہیں ملتے۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ اعلےٰ افسر کو اپنے صیغہ کا کام چلانے کے لئے اپنے اسسٹنٹ یا دفتر کے اعلےٰ کارکن سے متفق ہونا پڑتا ہے۔ اور وہ باوجود اس خواہش کے کہ مسلمانوں کو ملازمت دی جائے۔ بالکل بے دست و پا ہوتا ہے۔

قابلیت کا معیار معلوم کرنے کے لئے اگر امتحان لیا جاتا ہے۔ تو یہ بھی اسی ذہنیت کے باعث جو ملازمتوں کے متعلق ہندوؤں میں مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے۔ باوجود قابلیت رکھنے کے انہیں فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ کیونکہ ایک طرف تو ممتحنوں کی اکثریت ہندو ہے۔ اور دوسری طرف جن فاتر میں امیدواروں کی فہرستیں ہوتی ہیں۔ ان میں سب کے سب ہندو ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک ہندو کے لئے یہ بالکل آسان ہے۔ کہ وہ مسلمان امیدواروں کے نام ممتحنوں تک پہنچا دے۔

## گورنمنٹ مؤثر طریق اختیار کرے

غرض یہ ساری مصیبت اس وجہ سے ہے۔ کہ ریلوے محکموں پر ہندو قابض ہیں۔ اور جب تک نئے ملازموں کی ملازمت میں ان کا دخل رہے گا۔ اس وقت تک ممکن نہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کو اپنا جائز حق حاصل کرنے دیں۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ حکومت ملازمتوں کے متعلق کوئی ایسا طریق اختیار کرے۔ جس میں ہندو افسران کو دست اندازی کرنے کا اختیار نہ ہو۔ اس بارے میں راجہ غضنفر علی صاحب نے بہت مفید رائے ظاہر کی۔ کہ ریلوے بورڈ اس قسم کا قطعی حکم صادر کر دے۔ کہ اتنے سال تک صرف اقلیتوں کے افراد ملازم رکھے جائیں ؛

اگرچہ مسٹر اے۔ ایچ غزنوی کی تجویز واپس لے لی گئی اور ایک بار پھر مسلمانوں نے مصالحت پسندی کا ثبوت دیا لیکن اگر حکومت اب بھی اپنا اقرار پورا نہ کر سکی۔ اور محکمہ ریلوے میں مسلمانوں کی شدید حق تلفی دور نہ کر سکی۔ تو مسلمانوں کو حق ہوگا۔ کہ زیادہ مؤثر تدابیر اختیار کرنے کے لئے گورنمنٹ کو مجبور کریں۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ جس طرح اب کے انہوں نے پورے اتحاد کے ساتھ یہ سوال اٹھایا۔ پھر بھی اس میں اتحاد کا ثبوت دیں گے ؛ بے شک اسمبلی میں مسلمانوں کی قلت ہے لیکن محکمہ ریلوے میں مسلمان ملازموں کی حق تلفی کا جب گورنمنٹ کو خود اقرار ہے۔ اور وہ ایک تہائی ملازمتیں اقلیتوں کو دلانے کا اقرار کر چکی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ یہ اقرار پورا نہ کرایا جائے۔ اور محکموں پر حاوی ہندوؤں کی ان چالبازیوں کا انسداد نہ کرایا جائے۔ جو مسلمانوں کے متعلق وہ اختیار کئے ہوئے ہیں ؛

# قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت

آریہ اخبار "پرکاش" (۲ مارچ) "عرب کا پراچین و عارمک تمدن" کے عنوان سے لکھتا ہے :-

"قدیم عرب یعنی اسلام سے پہلے شعر و شاعری کا عروج تھا ہر کہ و مہ۔ شعر کی خوبی۔ زبان کی فصاحت و بلاغت کو خوب سمجھتا تھا۔ اور اس پر مرتا اور جان دیتا تھا۔ استریاں تک کویتائیں (شعر) کہتیں۔ . . . . . . . . شاعر ہی اس سمے عرب کی تمام قوت و طاقت کا مالک تھا۔ وہ چاہتا۔ تو اپنے زور بیان اور خوبی کلام کے اثر سے بھائی بھائی کو دشمن اور دشمنوں کو دوست بنا دیتا جس کا پربھاؤ یہ ہوا۔ کہ بچہ بچہ شعر کہتا۔ اور اس کے حسن و قبح کو سمجھتا۔ . . . . . . پراچین عرب اپنی شعر و شاعری کے اظہار و اعلان کا موقعہ عکاظ سے بہتر دوسرا نہیں خیال کرتے تھے۔ عکاظ نام کا ایک میلہ سالانہ مکہ شہر میں لگا کرتا تھا۔ کیونکہ تمام عربوں کا تیرتھ استھان ان کے پوجیہ دیوتا کا پوتر مندر اس شہر مکہ میں بنا ہوا تھا جس کے درشن کے لئے تمام عرب سے لوگ آتے بالخصوص میلہ کے سمے تمام عرب سے یاتری ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں دور دور سے درشن کرنے آتے۔ . . . . . . . اس موقعہ پر جہاں اور تمام کھیل کود۔ سیر و تفریح کے شغل کئے جاتے وہاں ایک بہت بڑا کوی سمیلن (مشاعرہ) بھی ہوتا جس میں عرب کے تمام شعرائے باکمال شریک ہو کر اپنے اپنے کلام سناتے۔ جو کوی سب سے اول ہوتا۔ یعنی جس کی کویتا سب سے بہترین ہوتی اس کی وہ خاص کویتا کسی چمڑے وغیرہ پر لکھ کر اس مشہور و معروف مندر میں لٹکا دی جاتی۔ اور وہ کوی سال بھر تک برابر تمام کویوں (شاعروں) کا سردار یعنی امیر الشعراء مانا جاتا۔"

غور کیجئے۔ عربی زبان کے ایسے عروج کے زمانہ میں جبکہ بالفاظ "پرکاش" فصاحت و بلاغت اور شعر و شاعری اپنے کمال کو پہونچی ہوئی تھی۔ ایک ایسے انسان کا جس نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ جو اس زمانہ کے مروجہ علوم و فنون سے ناآشنا اور امی تھا۔ فصاحت و بلاغت میں مقابلہ کے لئے سارے عرب کو للکارنا۔ اور قرآن مجید کے بے نظیر ہونے کا دعوےٰ کرتے ہوئے کہنا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ کہ تم تمام مل کر اس کلام کی مثل ایک سورت ہی بنا لاؤ۔ مگر کسی کا مقابلہ پر نہ آنا قرآن کریم کے بے مثل ہونے کا کتنا بڑا ثبوت ہے ؛

اگر قرآن کریم کسی ماہر علوم کی طرف سے پیش کیا جاتا۔ اور ایسے لوگوں سے اس کی مثل ایک ہی سورت بنا کر لانے کے لئے کہا جاتا۔ جو جہالت اور وحشت میں دن گذار رہے ہوتے۔ اور پھر کوئی مقابل پر نہ آتا۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ ایک عالم نے اپنے مقابلہ کے لئے جاہلوں کو چیلنج دیا۔ اس وجہ سے کوئی قبول نہ کر سکا۔ لیکن قرآن کا ایک امی کی طرف سے پیش ہونا اور ان لوگوں کے سامنے پیش ہونا جو اس زمانہ کی فصاحت و بلاغت میں کمال رکھتے تھے۔ مگر ان کا اس کی مثل لانے سے عاجز رہنا اس بات کا قطعی ثبوت ہے۔ کہ قرآن کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اس ہستی کا کلام ہے۔ جس کی ہر چیز بے مثل ہے۔ اور جوں جوں زمانہ گذر رہا ہے۔ یہ بات زیادہ وضاحت کے ساتھ دنیا کے سامنے آ رہی ہے ؛

# سرکاری محاصل میں تکلیف دہ اضافہ

سر جارج شوسٹر نے اسمبلی میں بجٹ پیش کرتے ہوئے جو تقریر کی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایسی حالت میں جبکہ اہل ہند پہلے ہی بری طرح افلاس کا شکار ہو رہے۔ اور ارضی و سماوی آفات انہیں دبا رہی ہیں۔ بعض محاصل میں اضافہ کر دیا گیا ہے چنانچہ مٹی کے تیل اور شکر کا محصول بڑھا دیا گیا ہے۔ غیر ملکی پارچات پر گیارہ فیصدی کی بجائے ۱۲۔۱ فیصدی محصول کر دیا گیا ہے۔ نمک پر جو محصول ہر سال لیا جاتا ہے۔ اس میں بھی ستر لاکھ کی زیادتی کر دی گئی ہے۔ پندرہ سو روپیہ سالانہ آمدنی پر ایک پائی فی روپیہ انکم ٹیکس لگایا گیا ہے۔ حالانکہ سوا سو روپیہ ماہوار کوئی ایسی آمدنی نہیں۔ جس پر ٹیکس لیا جائے ؛

اس اضافہ محاصل کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ غریب اہل ہند کو جو پہلے ہی ضروریات زندگی مہیا کرنے کے لئے سخت مشکلات میں ہیں سامان زیست اور بھی گراں پڑے گا ؛

ٹیکسوں میں اضافہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ بجٹ میں ایک کروڑ نو لاکھ کا گھاٹا ہے۔ اور ابھی مزید کمی کا احتمال ہے لیکن بجٹ کی کمی کو پورا کرنے کیلئے محاصل میں اضافہ قطعاً پسندیدہ طریق نہیں۔ چونکہ اس سے حکومت کے متعلق لوگوں میں بے چینی اور جذبات نفرت پیدا ہونا یقینی امر ہے۔ اس لئے جہاں یہ ہندوستانیوں کے لئے تکلیف دہ ہے۔ وہاں خود حکومت کے مفاد پر بھی اس کا اثر نہایت ناخوشگوار پڑے گا ؛

بجٹ کی کمی کو پورا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ اخراجات کم کئے جائیں۔ گاندھی جی نے وائسرائے کے نام جو الٹی میٹم ارسال کیا ہے اس میں یہ بیان کرتے ہوئے کہ ہندوستان کے موجودہ نظام حکومت پر دنیا کی تمام حکومتوں سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ خود وائسرائے کی مثال دی ہے۔ کہ برطانیہ میں اوسط آمدنی فی کس یومیہ دو روپے ہے۔ لیکن حکومت برطانیہ کے وزیر اعظم کی تنخواہ قریباً پانچ ہزار چار سو روپے ماہوار ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہندوستان کی اوسط آمدنی فی کس دو آنہ یومیہ ہے۔ لیکن وائسرائے ہند کی تنخواہ اکیس ہزار روپے ماہوار سے زیادہ ہے۔ گویا وائسرائے ہندوستان کی اوسط آمدنی سے پانچ ہزار گنا سے بھی زیادہ تنخواہ پاتے ہیں۔ لیکن وزیر اعظم برطانیہ صرف نوے گنا زیادہ معاوضہ لے رہے ہیں۔ اسی طرح دیگر نظام ہائے حکومت میں بھی اخراجات

# ایک نہایت دل آزار اور فتنہ انگیز کتاب

## قابل توجہ گورنمنٹ پنجاب

"نیوگ کی فلاسفی" کے نام سے ایک کتاب آریہ سماج کی طرف سے حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ بظاہر اس میں بانی سلسلہ احمدیہ کی مشہور کتاب "آریہ دھرم" کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ مگر در اصل نیوگ کی عفونت سے متاثر ہو کر اسلام اور قرآن مجید کے متعلق نہایت گندہ دہانی سے کام لیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کے جذبات کو بُری طرح مجروح کیا گیا ہے۔ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ اسلام کو جن گندے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی قابل برداشت نہیں۔ عیسائیوں اور دوسرے معاندین اسلام کی کاسہ لیسی کر کے اس پر آرین تہذیب کا رنگ چڑھایا گیا ہے۔ ہم حیران ہیں گورنمنٹ کا شعبہ احتساب اس وقت تک کیوں ادھر متوجہ نہیں ہوا۔ پنڈت دھرم بھکشو کی کتاب "کلام الرحمٰن وید ہے یا قرآن" کو بے حد دل آزار پاکر گورنمنٹ یو۔ پی نے ضبط کر لیا ہے۔ لیکن ہم بلا شائبہ مبالغہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ "نیوگ کی فلاسفی" نامی کتاب اس سے کہیں زیادہ ناپاک الفاظ اور گندے بیانات پر مشتمل ہے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو آریوں کی طرف سے مسلسل جس رنگ میں کچلا جا رہا ہے۔ وہ ایک کھلی بات ہے۔ اور ہم پُرزور الفاظ میں گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اس گہری اور مفسدانہ سازش کا استیصال کرے۔ کوئی مذہبی آدمی خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ ہرگز اس طریق کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہمارا یہی مطالبہ نہیں۔ کہ اس کتاب کو ضبط کیا جائے۔ بلکہ فتنہ انگیز مصنف سے قانونی طور پر مواخذہ بھی کیا جائے۔ کیونکہ آریہ سماجی معمولی تنبیہ پر ایسی ناپاک حرکتوں سے باز نہیں آتے۔ جیسا کہ اس وقت تک کے تجربہ سے گورنمنٹ پر ثابت ہو چکا ہے۔

ہم خود آریہ سماج کو بھی اس قسم کے گندے لٹریچر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ وہ اس طرز تحریر کو جس کا نتیجہ سوائے فتنہ و فساد کے کچھ نہیں نکل سکتا بند کر دے۔ اور مذہبی مباحثات میں شریفانہ طریق اختیار کرے۔ کیا ہم امید رکھیں۔ کہ آریہ سماج اس طرف متوجہ ہو گی۔

---

# اشارات

"پیغام صلح" کی طرف سے "الفضل" کو "عالی میں پیر گزٹ" کا نام دیا گیا ہے۔ بے پیروں کے نزدیک یہ طعن ہو۔ تو ہو۔ لیکن جو لوگ اس زمانہ کے "نجات دہندہ" اور "رسول" کے "مرید" ہونا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ انہیں اس امر سے کیا رنج ہو سکتا ہے مگر سوال یہ ہے۔ اس طعن کا اس گذارش سے کیا تعلق۔ جو ہم نے "پیغام صلح" کے کسی "راز داں" سے بایں الفاظ کی تھی کہ "اگر پیغام صلح شمالی ہند کا کثیر الاشاعت سہ روزہ اخبار ہے" تو کیوں اس کی "موجودہ مالی حالت بالکل غیر تسلی بخش ہے"۔ اور کیوں اس کی وجہ سے "اس وقت انجمن کو ہر ماہ تقریباً تین سو روپیہ نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے"۔

---

بے شک "قادیانی جرائد" اپنے خریداروں کو "اخبار کی اشاعت بڑھانے" کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اور ریویو آف ریلیجنز نمبر ۱۔ جلد ۲۹ کے صفحہ ۲ پر منیجر صاحب نے اسی قسم کا نوٹ شائع کیا ہے۔ لیکن کیا کسی "قادیانی جریدہ" کی پیشانی پر "شمالی ہند کا کثیر الاشاعت" بھی لکھا جاتا ہے۔ اگر "پیغام صلح" بھی مغالطہ دہی کے لئے یہ سراسر غلط دعوے نہ کرتا۔ تو ہمیں اس کی موجودہ مالی حالت کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ اب بھی یا تو وہ اس جھوٹے دعوے سے دست بردار ہو جائے۔ یا یہ بتائے۔ کہ کیوں اس کی "موجودہ مالی حالت بالکل غیر تسلی بخش ہے"

---

حیرت ہے۔ جن لوگوں کی روحانیت اس درجہ گر چکی ہو۔ کہ قلیل سے قلیل فائدہ کے خیال سے بھی جھوٹ بولنا اور مغالطہ دینا روا سمجھتے ہوں۔ اور جن کا "آرگن" ہر تیسرے روز اپنے ماتھے پر دھوکہ اور فریب کا ٹیکہ لگا کر منظر عام میں جلوہ نما ہوتا ہو۔ انہیں اس لئے "الفضل" کے ایڈیٹر صاحب کی روحانیت عجیب و غریب رنگ اختیار کرتی نظر آ رہی ہے۔ کہ "الفضل" نے ان کی ایک فریب کاری کا پردہ چاک کر دیا۔

---

آج کل جبکہ ہندوستان میں سوراجیہ حاصل کرنے کا غلغلہ بلند ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر مونجے نے اس کے لئے ایک نہایت ہی آسان صورت بتائی ہے۔ اور وہ یہ کہ "ہندوؤں کو سوراجیہ اور اتحاد تو آج عیسائی یا مسلمان بننے سے مل سکتا ہے"۔
("ملاپ" ۴۔ مارچ)

---

اگر ہندو فی الواقعہ سواراجیہ چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے جان و مال قربان کر دینے کا دعوے رکھتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ مسلمان بن کر "آج" ہی اسے حاصل نہیں کر لیتے۔ حصول سوراجیہ کے اس سہل اور دم نقد حاصل کرا دینے والے طریق پر عمل نہ کرنا بتاتا ہے۔ کہ ہندو سوراجیہ کے خواہشمند نہیں۔ بلکہ تمام ہندوستان میں ہندوازم قائم کرنا چاہتے ہیں

---

ہندو اس خیال خام میں مبتلا ہو کر نہ صرف سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کا وجود بھی سوراجیہ کو دُور سے دُور تر کر رہا ہے۔ بھلا وہ لوگ بھی سوراجیہ حاصل کر سکتے۔ یا اسے قائم رکھ سکتے ہیں۔ جن کے متعلق ڈاکٹر مونجے کا بیان ہے۔

"بمبئی میں ۱۲۔ لاکھ ہندو ہیں۔ ہم چار پانچ ہزار پٹھانوں کے سامنے بھاگ نکلے"۔ (ملاپ ۴۔ مارچ)

پس "آج" نہیں۔ اگر "کل" بھی اہل ہند کو سوراجیہ حاصل ہو گا۔ تو انہی لوگوں کے ذریعہ جو چار پانچ ہزار ہو کر ۱۲۔ لاکھ کو بھگا دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ پھر کیوں نہ ان میں شامل ہو کر اور ان کی سی بہادری اور شجاعت پیدا کر کے جو ان کا مذہب قبول کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ "آج" ہی "سوراجیہ" حاصل کر لیا جائے۔ اور کیوں بلا وجہ اسے معرض تعویق میں ڈالا جائے۔

---

جب سے گاندھی جی نے سول نافرمانی کی تیاری شروع کی ہے۔ "دعا" کی طرف وہ خاص طور پر مائل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ان کے متعلق جو اطلاعات شائع ہو رہی ہیں۔ ان میں "دعا" کا ذکر خصوصیت سے پایا جاتا ہے۔ اگر ان کے پیروؤں میں بھی یہ بات پیدا ہو جائے۔ اور وہ سمجھ لیں۔ کہ مشکلات کو حل کرنے اور کامیابی تک پہونچانے والی وہی ہستی ہے۔ جس نے انہیں پیدا کیا۔ اور ان کی زندگی کے سامان مہیا کئے۔ تو گاندھی جی کی تازہ مہم کا یہ نہایت خوشگوار پہلو ہو گا۔ کیونکہ اس طرح لامذہبیت اور دہریت کی رو رُک جائے گی۔ جو آج کل کے سیاسیین میں بسرعت پھیل رہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# خطبہ جمعہ

# جمعۃ الوداع کی حقیقت

## از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۲۸ فروری ۱۹۳۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج

### رمضان کا آخری جمعہ

ہے۔ [illegible] بہت سے لوگ اس خیال میں مبتلاء ہیں۔ کہ وہ اس جمعہ میں اپنی جان بوجھکر چھوڑی ہوئی نمازوں کی معافی لے لینگے وہ اس خیال میں مبتلاء ہیں۔ کہ اگر آج وہ دو رکعت نماز اللہ کے حضور گذار لیں۔ تو گویا اس کے سب

### فضلوں اور احسانوں کا بدلہ

اُتار دیں گے۔ ان کے خیال میں خدا کی خدائی ان کے چار سجدوں پر منحصر ہے۔ اگر وہ یہ سجدے نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ ربوبیت سے محروم ہو جائے۔ لیکن ان کے اس احسان کے نتیجہ میں پھر ربوبیت کے عرش پر جلوہ فرما ہو جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو احکام نازل ہوتے ہیں۔ وہ بطور احسان کے ہوتے ہیں۔ چٹی نہیں ہوتے۔ اور حیلے صرف ایسے ہی احکام کے متعلق تلاش کئے جاتے ہیں۔ جو انسان کے لئے بطور سزا یا جرمانہ ہوں۔ ان کے متعلق انسان خیال کرتا ہے۔ کہ کسی طرح اس وبال جان سے بچ جاؤں۔ لیکن دنیا میں کوئی انسان اس بات کے لئے حیلے نہیں تلاش کیا کرتا۔ کہ اس کے ہاں اولاد نہ ہو۔ اس کی بیماریاں اچھی نہ ہوں۔ وہ علم سے محروم رہے۔ اس کے رشتہ دار اور دوست احباب سکھ اور آرام کی زندگی بسر نہ کریں۔ اور وہ اور اس کی اولاد دنیا میں معزز و مؤقر نہ ہو۔ حیلے ہمیشہ اسی لئے لوگ تلاش کرتے ہیں۔ کہ انہیں دکھ، تکالیف اور مصیبتیں پیش نہ آئیں۔ سکھ اور آرام سے بچنے کے لئے حیلے نہیں تلاش کئے جاتے۔ پس خدا تعالیٰ کے احکام سے بچنے کے لئے اگر حیلے تلاش کئے جائیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ ہم اس کے حکموں کو قہر، مصیبت اور دکھ سمجھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہدایات دکھ نہیں۔ بلکہ سکھ کا موجب ہوتی ہیں۔ اس کی عبادتیں۔ اس کے مقرر کردہ فرائض انسان کے نفع اور بھلائی کے لئے ہوتے ہیں۔ بلکہ جن کی آنکھیں ہیں اور جو مادر زاد روحانی اندھے نہیں۔ وہ اس کے

### عذابوں میں بھی سکھ

ہی دیکھتے ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک یعنے مولانا روم نے اپنی مشہور مثنوی میں لکھا ہے ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است

زیرِ آں گنجِ کرم بنہادہ است

یعنے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو مصیبت بھی مومنوں اور مخلصوں پر آتی ہے۔ اس کے نیچے اس کی

### رحمت کے ہزاروں خزانے

مخفی ہوتے ہیں۔ پس جن لوگوں کی آنکھیں ہوتی ہیں۔ وہ عذاب میں بھی خدا تعالیٰ کی رحمت دیکھتے ہیں۔ تکلیف دہ بیماریاں۔ جدا کر دینے والی موت۔ پریشان کن مقدمات اور حواس باختہ کر دینے والے صدمات یہ ساری کی ساری چیزیں انہیں رحمت نظر آتی ہیں۔

### خالص ایمان کے معنے

دوستانہ تعلقات کے ہیں۔ اور جب دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی دوست اپنے دوست کا بُرا نہیں چاہتا۔ تو خالص ایمان رکھتے ہوئے یہ کس طرح خیال ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہمارا بُرا چاہے۔ خالص ایمان کے نتیجہ میں رحمت اور برکت ہی نازل ہوا کرتی ہے۔ اگر مہربان اور شریف دوست جب کوئی ایسا معاملہ کرے۔ جو بظاہر نقصان رساں ہو۔ تو سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ اس میں بھی کوئی ایسی مصلحت ہوگی جس میں ہمارا فائدہ ہوگا۔ تو خدا تعالیٰ کے متعلق یہ کس طرح خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ حقیقتاً ہماری آزار رسانی کے درپے ہے۔ لیکن جب اس کے احکام کو عذاب سے تعبیر کیا جائے۔ تو ظاہر ہے کہ دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے۔ یا تو یہ کہ ہماری دوستی سچی نہیں۔ اور وہ عالم الغیب اور علیم و خبیر خدا جانتا ہے کہ ہم اس سے ٹھگی کر رہے ہیں۔ یا پھر یہ یقین کرنا پڑے گا۔ کہ وہ رحیم و شفیق ہستی دراصل اپنے اندر یہ صفات نہیں رکھتی۔ بلکہ وہ (نعوذ باللہ) ظالم، تند خو اور سخت گیر ہے کہ بلا وجہ اور بلا سبب یونہی گرفت کرتی ہے۔ لیکن اگر یہ

### دونوں باتیں صحیح نہیں

اور واقع میں صحیح نہیں۔ تو پھر اس کی طرف سے جو کچھ آتا ہے وہ شیرینی ہے۔ صرف ہمارے منہ کا ذائقہ اسے تلخ بنا دیتا ہے پس احکام الٰہی رحمت اور فضل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو وداع کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ انہیں اپنے اندر قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ سرکاری حکام اگر کسی جگہ جاتے ہیں۔ تو لوگ چٹی سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں ان کے جانوروں کے لئے گھاس۔ ان کے لئے کھانے کی چیزیں۔ ان کے ملازموں کے لئے رشوت مہیا کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے ان کے چلے جانے پر وہ خوش ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام ظالم حاکم کی طرح نہیں ہوتے بلکہ رحمت ہوتے ہیں۔ اور ان کا جانا ہماری

### تباہی کی علامت

ہوتا ہے۔ نماز کا وقت اِس لئے نہیں آتا۔ کہ اسے گھر سے نکال دیا جائے۔ اسی طرح رمضان اس لئے نہیں آتا۔ کہ ہم اسے یونہی گذار دیں۔ بلکہ مومن کے لئے ہمیشہ اپنے پاس رکھنے والی چیزیں ہیں۔ جو مومن ایک بار بھی سچی نماز خلوص دل سے ادا کر لیتا ہے۔ پھر اس کے دل سے نماز نکل نہیں سکتی۔ وہ نماز ختم کرتے ہوئے سلام کہتا ہے۔ مگر خدا کا حکم سمجھکر۔ اسی طرح غیر مومن سے تو رمضان جاتا ہے۔ مگر مومن سے نہیں جا سکتا۔ ہمارے ملک میں

### روزہ رکھا

کیا عُمدہ محاورہ ہے۔ کیونکہ جو روزہ گذرتا ہے۔ اسے ہم رُخصت نہیں کرتے۔ بلکہ رکھ لیتے ہیں۔ اور وہ ہمیں ہمیشہ کے لئے خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ اگر مومن سے کوئی خطا ہو جائے

تو اس کے اعمال صالحہ اس کے لئے ڈھال اور سپر بنکر اسے تباہی سے بچا لیتے ہیں۔ پس ہر نیکی کے متعلق یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ جاتے نہیں۔ بلکہ ہمارے اندر قائم رہے کیونکہ جو چیز گذر جاتی ہے۔ وہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ فائدہ اسی سے اٹھایا جا سکتا ہے۔ جو باقی رہے۔

## قرآن کریم میں

بھی والباقیات الصالحات کہکر بتایا گیا ہے۔ کہ نیک کام قائم رہنے والی چیزیں ہیں۔ پس وہ رمضان جو ہماری صلاحیت میں گذرا ہے۔ وہ باقی ہے۔ وہ دن بے شک گذر گئے۔ لیکن جب تک وہ نیک کام جو اس کا نتیجہ ہیں۔ ہمارے اندر قائم ہیں۔ وہ نہیں جائے گا۔

مومن کو چاہیئے۔ کہ ہر چیز کو

## باقیات صالحات

بنائے۔ دن گذر جائیں۔ مگر رمضان نہ گذرے۔ رمضان عبادت کا نام ہے۔ اور عبادت نہیں گذرا کرتی۔ وہ دل میں رہتی ہے۔ جو لوگ دنوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ رمضان گذر گیا۔ لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ رمضان عبادت ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ عبادت نہیں گذرا کرتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب بندہ کوئی نیک کام کرتا ہے۔ تو اس کا ایک سفید نشان اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ گویا وہ نیک کام سمٹ کر ایک نقطہ کی شکل میں اس کے دل میں آ جاتا ہے۔ پھر اور نیک کام کرتا ہے۔ تو اور سفید نشان لگ جاتا ہے۔ حتّٰی کہ اس کا سارا دل سفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جوں جوں کوئی بُرے کام کرتا ہے۔ سیاہ نشانات لگتے جاتے ہیں۔ حتّٰے کہ سیاہی اس کے تمام دل کو ڈھانپ لیتی ہے۔ تو نیک اور بد

## دونوں قسم کے اعمال

سمٹ کر انسان کے دل میں جمع ہو جاتے ہیں۔ ہاں دن گذر جاتے ہیں۔ جو چیز رمضان کے ذریعہ خدا تعالےٰ لایا۔ وہ دن رات نہیں تھے۔ دن رات تو رجب۔ شعبان۔ شوال وغیرہ دوسرے مہینوں میں بھی ہوتے ہیں۔ اسلئے رمضان دن رات نہیں۔ بلکہ عبادت لایا تھا۔ اور عبادت ایک ایسی چیز ہے۔ جسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اللہ تعالےٰ اسے لیتا ہے۔ اور سمیٹ کر انسان کے دل میں رکھ دیتا ہے۔ جہاں سے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اسے نکال نہیں سکتی۔ مومن کو خواہ کس قدر تکالیف پہنچائی جائیں۔ اسے ایمان سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ چیز اس کے دل کے اندر ہوتی ہے۔

## ایک واقعہ

ہے۔ کہ ایک صحابی گرفتار ہو گئے۔ کفار نے چاہا۔ انہیں قتل کر دیں۔ وہ صحابی دیکھ رہے تھے۔ کہ انہیں قتل کرنے کو لے جا رہے ہیں۔ ایسی حالت میں کفار نے ان سے کہا۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے۔ کہ اس وقت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تمہاری جگہ قتل ہونے کے لئے ہمارے قابو میں ہو۔ اور تم اپنے گھر میں آرام کرو۔ یہ بات اس خیال سے کہی گئی تھی۔ کہ وہ صحابی اپنے دل میں یہ محسوس کر کے کہ یہ ساری مصیبت اس پر محمد (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کے ماننے کی وجہ سے آئی ہے۔ دل میں پشیمان ہو۔ کہ اگر ایمان نہ لاتا۔ تو آج اس دُکھ اور تکلیف میں مبتلا نہ ہوتا۔ اور یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ کفار نے یہ خیال پیدا کر کے ان کے

## ایمان کو متزلزل

کرنا چاہا۔ لیکن صحابی نے اس کے جواب میں کہا۔ بے وقوفو! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ میں بیوی بچوں میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی چُبھے۔

## یہ کیا چیز تھی

جس نے ایسے وقت میں بھی ان کو ثابت قدم رکھا۔ وہ ایمان تھا۔ جو ان کی عبادات اور قربانیوں کو جمع کر کے اللہ تعالےٰ نے ان کے دل میں رکھ دیا تھا۔ اور اس کی وجہ سے کفر کی کوئی بات بھی ان کے دل میں داخل نہ ہو سکتی تھی۔ وہ ان کے ایمان کی محافظ تھی۔ کیونکہ مومن کی عبادت کبھی ضائع نہیں جاتی۔ یہ جمعہ اس لئے نہیں آیا۔ کہ ہم رمضان کو رخصت کر دیں۔ بلکہ اس لئے ہے۔ کہ اگر چاہیں۔ تو اس سے فائدہ اٹھا کر رمضان کو ہمیشہ کے لئے اپنے دل میں قائم کر لیں۔ جمعہ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی

## عیدوں میں سے ایک عید

قرار دیا ہے۔ پس اس دن جب کہ دعائیں خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں۔ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ آج کے دن مومن اس لئے خدا تعالےٰ کے حضور نہیں آتا۔ کہ کہے تو نے جو مصیبت ہم پر رمضان کی صورت میں نازل کی تھی۔ شکر ہے وہ ٹل گئی۔ بلکہ اس لئے آتا ہے۔ کہ اس دن کی مبارک گھڑیوں میں یہ دعا کرے کہ رمضان کے دن تو گذر گئے۔ لیکن اے خدا تو

## رمضان کی حقیقت

ہمارے دل کے اندر محفوظ کر دے۔ تا وہ ہم سے کبھی جُدا نہ ہو۔ اس لحاظ سے اگر آج کے جمعہ کی تعریف کریں۔ تو یقیناً ہم نے اس کا مبارک طور پر استعمال کیا۔ لیکن اگر رمضان ہم سے چلا جائے۔ تو یقیناً ہم سے زیادہ منحوس اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں بیٹا باپ سے۔ ماں بیٹے سے اور بھائی بھائی سے جُدا ہونے پر کبھی خوش نہیں ہوتے۔ خوشی ہمیشہ دشمن کے جُدا ہونے پر ہی ہوا کرتی ہے۔ اور

## برکت کی دشمن نحوست

ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے جو شخص رمضان کے جانے پر خوش ہوتا ہے۔ وہ یقیناً منحوس ہے۔ پس آؤ آج خدا تعالےٰ کے حضور گریہ وزاری کریں۔ کہ وہ اس دن کو ہمیشہ کے لئے ہم سے وابستہ کر دے۔ اور ہماری کوئی گھڑی رمضان سے جُدا نہ ہو

## رمضان کیا ہے

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ وہ مبارک ایام جن میں قرآن کا نزول ہوا رمضان کہلاتے ہیں۔ اور وہ دور جب قرآن کا نزول بند ہو جائے۔ نہایت منحوس ہو گا۔ ایسے وقت میں

## تاریکی اور ظلمت

کے سوا کیا باقی رہ سکتا ہے۔ یہ مت سمجھو۔ کہ قرآن ایک ہی دفعہ نازل ہو گیا۔ اب نازل نہیں ہوتا۔ قرآن ہمیشہ نازل ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ اگر نازل نہ ہو۔ تو دنیا تمام کی تمام تاریکی میں مبتلا ہو جائے۔ اگر ہم اپنے اندر رمضان کی کیفیت پیدا کر لیں۔ تو ہر وقت قرآن کا نزول ہو سکتا ہے۔ جیسے گو اس وقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جسمانی طور پر ہم سے جدا ہیں۔ لیکن روحانی طور پر آج بھی دنیا ان کے وجود کو کسی نہ کسی طرح محسوس کر رہی ہے۔ آپؐ

## اول المومنین

ہیں۔ اس لئے آپ سے وابستہ ہوئے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ جب ہمارے اور کسی دوسری چیز کے درمیان کوئی اور وجود ہو۔ تو جب تک اس وجود میں سے ہو کر ہم تک نہ آئے۔ ہم میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اول المومنین کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر مومن ظلّی مومن ہے۔ جیسے واحد ہستی اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور دنیا کے اندر باقی جو ہستیاں ہیں۔ وہ اسکے

## اظلال اور انعکاس

ہیں۔ اسی طرح اول مومن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو انسان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کو محسوس نہیں کرتا۔ وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ غرض

## قرآن کریم کا نزول

ہمیشہ ہوتا ہے۔ اور ہر مومن پر ہوتا ہے۔ اگرچہ نزول کے ذرائع مختلف ہیں۔ کسی پر کشوف اور کسی پر سچے خوابوں کے ذریعہ پھر بعض پر وقفہ کے بعد ہوتا ہے۔ اور بعض پر روزانہ۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بارہا سُنا۔ آپ فرماتے۔ کہ بعض الہام تو ہم پر روز ہی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ چونکہ محض

## تسکین قلب

کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے بیان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ فرماتے۔ یہ الہام بڑی کثرت سے اور بار بار ہوتا کہ انی مع الرسول اقوم اس کے ساتھ ایک اور جملہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ جو اس وقت مجھے یاد نہیں۔ مگر میری کسی تقریر میں چھپ چکا ہے تو بعض بندے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن پر خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمیشہ ہی قرآن کا نزول ہوتا رہتا ہے یعنی

## قرآنی برکات

کا ان پر نزول ہوتا رہتا ہے۔

ہماری طرف سے یہ کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ رمضان کا مہینہ گذر جانے کے بعد بھی اس کی کیفیات ہمارے اندر قائم رہیں۔ یہی ایمان ہے۔ جو ہماری تسلی کا موجب ہو سکتا ہے۔ رمضان کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اس مہینہ میں

## بندوں کے قریب

ہو جاتا ہوں جس طرح کوئی بکری چرواہے سے دُور رہ کر محفوظ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح جب تک بندہ کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے انی قریب کی آواز نہ آئے۔ وہ بھی مامون نہیں ہو سکتا۔ اور یہ آواز زیادہ تر رمضان کی حالت میں ہی آتی ہے۔ اس لئے

## رمضان کی کیفیت

اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمارے نفوس میں ایسی تبدیلی پیدا کر دے۔ کہ ہم رمضان کی برکات سے ہر وقت فیضیاب ہو سکیں۔ ہماری کوتاہیوں اور غلطیوں کو دور کر کے ہمارے اندر خشیت اور تقویٰ پیدا کر کے ہمیں ایسی مضبوط چٹان پر قائم کر دے جس میں کبھی تزلزل نہ آ سکے۔

اللّٰھم آمین

---

# مکتوب امام علیہ السلام

## چند سوالات کے جواب

ایک صاحب نے حضور کی خدمت میں چند سوالات لکھکر بھیجے جن کے مندرجہ ذیل جواب حضور نے لکھائے۔

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے سوالات کے جواب حسب ذیل ہیں۔

### ابلیس اور شیطان

ابلیس اور شیطان نہ تو فاعل بالارادہ ہستیاں ہیں اور نہ انسانی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مکلف ہیں۔ بلکہ وہ بدی کے محرکات ہیں جیسے ملائکہ نیکی کے محرکات۔ پس انکے متعلق رحمت اور غضب کے الفاظ بولنے ہی غلط ہیں۔ غضب ہمیشہ فاعل بالارادہ چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت انسان کی ترقیات کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہیں۔

### یہود کے لئے چربی کیوں حرام کی گئی

وعلے الذین ھادوا حرمنا الخ کا مطلب یہ ہے۔ کہ بعض قسم کے کھانے کسی قوم پر عارضی طور پر حرام کر دیئے جاتے ہیں۔ در حقیقت انسان کے عام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے انکی حرمت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بعض قسم کی چربیوں کی حرمت یہود پر ان کی بعض ان بغاوتوں کیوجہ سے کی گئی تھی۔ جو عبادات کے بجالانے میں ان سے سرزد ہوئیں۔ اس جگہ اسی کا ذکر ہے۔

### نظام عالم

ماتریٰ فی خلق الرحمٰن من تفاوت الخ اور ھل تریٰ من فطور کے یہ معنی ہیں۔ کہ تمام کارخانہ عالم ایک نظام کے ماتحت ہے۔ اگر ایک جگہ کوئی چیز پیدا کی گئی ہے۔ تو دوسری جگہ اس کا جواب موجود ہے۔ کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں پیدا کی گئی جس کے استعمال کی جگہ اور مصرف نہ ہو۔ یا کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کیگئی۔ جس کے استعمال کا ذریعہ نہ ہو۔ اگر انسان کو آنکھ دی ہے۔ اور اسے نور کی ضرورت ہے۔ تو اس کے مقابلہ میں سورج کو پیدا کیا۔ اگر ناک دی ہے۔ اور اسے سونگھنے کی ضرورت ہے۔ تو اسکے مقابلہ پر خوشبودار چیزیں پیدا کیں۔ اور اگر زبان دی ہے۔ اور اس میں قوت ذائقہ رکھی ہے۔ تو اس کے لئے اسکے مناسب حال چیزیں پیدا کی ہیں۔ وقس علیہا البواقی۔

### معجزہ کی حقیقت

ضروری نہیں۔ کہ ہر معجزہ جو کسی زمانے میں دکھایا گیا ہو۔ دوسرے وقت میں بھی وہی دکھایا جائے۔ معجزہ کی حقیقت یہی ہوا کرتی ہے۔ کہ وہ انسانی طاقت سے بالا ہو۔ اور ایسے سامانوں کی موجودگی میں ظاہر ہو۔ جو اس کے ظہور کے خلاف ہوں۔ اور جس کی قبل از وقت خبر دی گئی ہو۔ تاکہ اتفاق پر اسے محمول نہ کیا جائے۔ ہاں جو بھی نشان یا معجزہ ہو۔ وہ اصولاً تمام پہلے معجزات سے مشابہت رکھتا ہے۔ اگر کسی وقت ید بیضاء اور ثعبان کا معجزہ دکھایا گیا۔ تو اس وقت ایک قمیص پر سُرخ رنگ کے چھینٹوں کا نشان دکھایا۔ ایسا ہی عربی کلام کا معجزہ دکھایا۔ جس کی نظیر لانے سے لوگ عاجز آ گئے۔ پھر ایسی پیشگوئیاں کیں۔ جو انسانی طاقت سے بالا تھیں۔ حضرت موسیٰ کے وقت اس زمانہ کے نشان نہ دکھلائے۔ اور اس زمانہ میں ثعبان اور ید بیضاء والے نشان نہ دکھلائے گئے۔

### معجزہ کا لفظ

معجزہ کا لفظ قرآن کریم سے ماخوذ ہے۔ اور صوفیاء نے اس لفظ کا استعمال شروع کیا ہے۔ تا وہ نبی اور غیر نبی میں امتیاز ظاہر کر سکیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض ایسے ظہور ہوتے ہیں۔ جن کا مقابلہ انسان نہیں کر سکتے جیسا کہ فرمایا۔ ویستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین (یونس ع ۵)۔ اس میں ایسے نشان کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کو بنی نوع انسان روک نہیں سکتے۔ اس کے مقابل کا لفظ یعنی معجزہ استعمال ہونے لگا۔ نشان الٰہی ایسا ہوتا ہے جو لوگوں کو عاجز کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں متعدد بار اور مختلف طور پر یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ صوفیاء نے ہیں سے لفظ معجزہ لے کر استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ تا کہ وہ اپنے اور انبیاء کے نشانات میں فرق دکھا سکیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں نبی اور غیر نبی کے نشانات میں یہ فرق کیا ہے۔ کہ نبی کے نشانات متحدیانہ ہوتے ہیں۔ یعنی ان میں اعجاز کا دعوےٰ ہوتا ہے۔ کہ کوئی مثل نہیں لا سکتا۔ اور اولیاء کے نشانات اپنے دعوے کے لئے متحدیانہ نہیں ہوتے وہ اپنی ولایت کے لئے کبھی تحدی نہیں کرتے۔

### بدعت سیئہ

بدعت سیئہ کی تعریف یہ ہے۔ کہ جو چیز اسلام کے خلاف ہو۔ یا ہر ایسی چیز جو لوگوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈالے۔ جس کے متعلق لوگ خیال کریں۔ کہ اسکے بغیر نقصان پہنچ جاتا ہے۔ اور جو وہ اسلام میں موجود نہ ہو۔

### شرک غیر مغفور

شرک غیر مغفور وہ ہے۔ جس پر انسان مرجائے۔ اور غیر مغفور کے معنی یہ ہیں۔ کہ جو سزا کے بغیر نہ بخشا جائے۔

### بغیر جنگ کے قیدی

ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتیٰ یثخن فی الارض الخ کے یہ معنی ہیں۔ کہ بغیر جنگ کے قیدی لینے منع ہیں۔ یونہی کسی قوم کے آدمیوں کو پکڑ لینا ممنوع ہے۔ جب تک کسی قوم سے لڑائی نہ ہو۔ اور جب تک کوئی شخص میدان جنگ میں جنگ یا اعمال جنگ میں مدد دینے کیلئے موجود نہ ہو۔ اسکی گرفتاری منع ہے۔ ہاں بچے اپنے ماں باپ کے حکم کے تابع ہیں۔

---

مقام ابراہیم کے مقام ابراہیم سے مراد وہ خلوص اور محبت ہے جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لائے۔

# قرآن کریم کی آخری تین سُورتوں کی تفسیر

فرمُودہ

## حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۲۸۔فروری بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اختتام درس قرآن کریم کے موقعہ پر آخری تین سورتوں کی تفسیر میں حسب ذیل تقریر فرمائی :۔ (مل ـــــ ر)

سورہ اخلاص کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یہ سورۃ جسے میں نے ابھی پڑھا ہے۔ ان سورتوں میں سے ایک ہے۔ جن کو میں نے قرآن کریم کے درس کے اختتام کے لئے اپنے لئے مخصوص کیا تھا۔ دو سورتیں اس کے بعد آتی ہیں اور ان دونوں سورتوں کا اس سے

### خاص تعلق

ہے بعض لوگوں نے غلطی سے یہ خیال کر لیا ہے۔ کہ اس کے بعد کی دونوں سورتیں قرآن کریم کا حصہ نہیں۔ بلکہ قرآن اسی سورت پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور بعد میں قرآن کریم کی تلاوت کے بعد استعاذہ کے طور پر اگلی دو سورتیں ہیں۔ لیکن اگر کوئی تدبر سے قرآن کریم کے معانی پر غور کرے۔ تو وہ اس نتیجہ پر پہونچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگلی دونوں سورتیں اس سے ایسی پیوستہ ہیں۔ کہ انہیں کسی صورت میں بھی اس سے علیحدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس سورۃ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

### خاص طور پر اہمیت

دی ہے۔ اور گویا قرآن کا قلب قرار دیا ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ ایک صحابی کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت ہوئی کہ وُہ نماز میں ہمیشہ سورہ اخلاص کی تلاوت کرتے ہیں۔ آپؐ نے ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ مجھے اس سورۃ کے مطالب بہت پیارے لگتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تصدیق کی۔ اور فرمایا۔ یہ سورۃ

### قرآن کریم کا خلاصہ

ہے۔ یہ وقت تو درحقیقت دعا کے لئے ہے۔ اس لئے تفصیلی طور پر میں اس کے مطالب بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن نہایت اختصار کے ساتھ اس کے مضامین بیان کرتا ہوں۔ تا وہ غرض پوری ہو جائے۔ جس کے لئے میں یہاں آیا ہوں۔ اور درس کے اس حصہ میں بھی مجھے شمولیت حاصل ہو جائے ؛

اللہ تعالیٰ اس سورت میں فرماتا ہے ؛۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں۔ جو بے انتہاء کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے ؛

قل ھو اللہ احد۔ اے سننے والے قرآن کریم کی تعلیم تو نے سُنی۔ قرآن سارا نازل ہو گیا۔ اب ہم اسے ختم کر رہے ہیں لیکن تجھے پتہ ہے۔ تیرا کیا فرض ہے۔ اب تیرا یہ فرض ہے۔ کہ دنیا کو یہ خبر پہونچا دے۔ کہ

### احد ذات اللہ تعالیٰ کی ہے

تیرا یہ کام نہیں۔ کہ قرآن سُنکر گھر میں بیٹھا رہے۔ اور یہ خیال کر لے۔ کہ یہ کلام صرف میرے لئے ہی نازل ہُوا ہے۔ دنیا میں تو ہی ایک وجود نہیں۔ کہ سُننے اور چپکا گھر میں بیٹھا رہے۔ بلکہ تو بے انتہاء مخلوق میں کا ایک فرد ہے۔ احد ذات ہماری ہی ہے اگر احد ہوتے ہوئے ہم دوسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر باوجود لا شریک ہونے کے ہماری رحمت اس امر کی متقاضی ہے۔ کہ ہم

### مخلوق کی راہ نمائی

کی طرف متوجہ ہوں۔ تو تُو جو ایک فرد ہے۔ بے انتہاء مخلوق کا۔ کس طرح خیال کر سکتا ہے۔ کہ اکیلا دنیا میں بسر کر سکتا ہے اس لئے لوگوں میں جا۔ اور ان کو اس تعلیم سے واقف کر۔ جو تُو نے سُنی ہے قرآن کے خاتمہ پر قل کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے۔ کہ یہ سورۃ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ کیونکہ جب انسان کوئی بات ختم کر چکتا ہے۔ تو خاتمہ پر کہتا ہے۔ تو نے سُنا۔ یہ بات تو نے پہونچانی ہے ؛

پس قل ھو اللہ احد میں ایک طرف تو یہ اشارہ ہے کہ انسان اپنی ذات میں اکیلا نہیں رہ سکتا۔ اور دوسری طرف یہ کہ موجودات سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ احد جو اپنی ذات میں کامل ہے۔ وُہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ باقی ساری مخلوق ازدواجی ہے کوئی مفرد دنیا میں نہیں۔ سب کو ہم نے زوج کی صورت میں پیدا کیا ہے۔ مخلوق میں واحد تو مل سکتے ہیں۔ مگر احد کوئی نہیں۔ احد اس

### تنزیہی مقام

کا نام ہے۔ جسے ہم تمام موجودات سے علیحدہ کر کے اپنے ذہن میں لا سکتے ہیں۔ واحد اور احد میں یہی فرق ہے۔ کہ واحد کے معنے بھی گو ایک کے ہیں۔ مگر اس سے آگے سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ عربی زبان میں واحد اثنین کہتے ہیں۔ احد اثنین نہیں کہتے۔ کیونکہ احد میں یہ مفہوم ہے۔ کہ اس سے آگے کسی اور چیز کی طرف خیال منتقل نہیں ہو سکتا۔ تو احد ذات اللہ ہی کی ہے باقی ساری مخلوق ایک دوسری سے پروئی ہوئی ہے۔ خواہ وُہ نقطۂ ابتدائی ہو۔ خواہ انتہائی۔ خواہ وسطی ؛

اس پر قدرتاً یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی تو مخلوق پیدا کی ہے۔ اور بندے کو

### اپنی صفات کے ظہور کے لئے

پیدا کیا ہے۔ پھر وہ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ بھی ہوتا ہے۔ اس لئے وُہ بھی بندے کا محتاج ہوا۔ اس کا جواب دیا ہے۔ اللہ الصمد بے شک اللہ تعالیٰ نے اور چیزیں پیدا کی ہیں۔ لیکن وہ صمد ہے۔ دوسری چیزیں اس کی محتاج ہیں۔ وُہ کسی کا محتاج نہیں۔ اگرچہ عربی میں غنی اسے کہتے ہیں جو کسی کا محتاج نہ ہو۔ لیکن دوسروں کا اس کا محتاج ہونا بھی ضروری نہیں۔ لیکن

### صمد کے معنے

یہ ہیں۔ کہ نہ صرف وُہ کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ دوسری اشیاء اس کی محتاج ہیں ؛

اس آیت میں بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا تعلق دوسری چیزوں سے یہ نہیں۔ کہ وُہ ان کا محتاج ہے۔ بلکہ وُہ مخلوق کی طرف اس لئے متوجہ ہوتا ہے۔ کہ وُہ اشیاء اس کی حاجت مند ہیں۔ جیسے کوئی شخص پیاس سے تڑپ رہا ہو۔ اور اسے کوئی شخص پانی پلا دے۔ تو پانی پلانے والے کا پیاسے کی طرف متوجہ ہونا اپنے کسی فائدہ کے لئے نہیں۔ بلکہ خود اس کی بھلائی کے لئے ہے توجہ دو رنگ کی ہوتی ہے۔ کبھی خود احتیاج ہوتی ہے۔ اور کبھی دوسرے کو اس لئے فرمایا۔ چونکہ مخلوق ہمارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ہم انکی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ تا وہ قائم رہے۔ ورنہ ہم احد ہیں ؛

لم یلد ولم یولد۔ نہ تو اس نے کوئی بچہ جنا ہے۔ اور نہ اسے کسی نے جنا ہے۔ بعض دفعہ ایک طاقت کام کرنے والی ہوتی ہے مگر وُہ دوسروں سے نکلی ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا۔ ہماری

### احدیت نسبتی نہیں

جیسے بادشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوتا ہے۔ وہ اگرچہ اپنے زمانہ میں خود مختار ہوتا ہے۔ مگر اختیارات اُسے دوسرے سے ملے ہوتے ہیں۔ حتےٰ کہ ابتدائی بادشاہ بھی اس امر کا محتاج ہوتا ہے کہ اس کی سلطنت کو قائم اور جاری رکھنے والے اور وجود ہوں۔

لیکن فرمایا۔ لم یلد ولم یولد۔ ہماری صمدیت زمانی نہیں بلکہ ابدی ہے۔ نہ تو ہم پر آئندہ فنا آنیوالی ہے کہ جانشین کے محتاج ہوں۔ اور نہ ہم پہلے کسی کی حکومت پر قابض ہوئے ہیں۔ ہماری صمدیت بغیر نسبت کے ہے۔ زمانی نہیں۔ نہ ہمیں صمدیت کسی اور سے ملی ہے۔ اور نہ کسی کو ہم سے ملیگی۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔ پھر کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ کوئی بلحاظ طاقت و اختیارات تو کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ لیکن بعض چیزیں

## قابلیت کے جوہر کے لحاظ سے

اس کے برابر ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک بادشاہ ہے۔ اگرچہ طاقت کے لحاظ سے کوئی دوسرا اس کا مدمقابل نہ ہو۔ لیکن قابلیت کے لحاظ سے اور لوگ بھی اس کے برابر اور ہم پلہ ہو سکتے ہیں جو اگر اس بادشاہ کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تو اس کا کام سنبھال سکتے اور اچھی طرح سلطنت کا کاروبار چلا سکتے ہیں۔ بلکہ قابلیت کے لحاظ سے دوسروں کا کسی با اقتدار ہستی سے بڑھا ہوا ہونا بھی ممکن ہے۔ اس لئے فرمایا۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔ یعنی یہ نہیں۔ کہ ہم صرف صمد ہیں۔ بلکہ قابلیت کے جوہر کے لحاظ سے بھی ہمارا کوئی کفو نہیں۔ اس لئے نہ صرف عملی لحاظ سے ہی ہم کسی کے محتاج نہیں۔ بلکہ ذاتی جوہر کے لحاظ سے بھی کوئی ہمارا مقابل نہیں۔ گویا خدا تعالےٰ کی

## کمال تنزیہہ

بیان کی ہے پہلے فرمایا وہ احد ہے۔ احدیت پر جو اعتراض ہو سکتا تھا۔ اسے صمدیت سے دور کر دیا۔ پھر صمدیت کی تین شقیں تھیں کہ وہ پہلے سے نہیں تھا۔ اب ہے۔ آئندہ نہیں ہوگا۔ انہیں لم یلد ولم یولد سے صاف کر دیا۔ پھر یہ اعتراض ہو سکتا تھا۔ کہ اگرچہ وہ بالفعل صمد ہے۔ لیکن بالقوہ اور ہستیاں بھی صمد ہو سکتی ہیں۔ مگر اسے چونکہ غلبہ ہے۔ اس لئے وہ مقابل میں کھڑی نہیں ہوتیں۔ اس کے متعلق فرمایا۔ وہ ہر رنگ میں ہمعصروں سے پاک ہے۔

اس طرح انسان کو بتایا۔ کہ تُو احد نہیں۔ اور تجھے دوسروں سے ملکر رہنا پڑے گا۔ اور جب دوسروں سے ملکر رہنا ہوگا تو دوسروں کا تجھے خیال بھی رکھنا ہوگا۔ کہ وہ خراب نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ممکن نہیں۔ کہ دوسروں کی خرابی سے متاثر ہوئے بغیر تو رہ سکے۔ دیکھو بچے پاس پاس اینٹیں کھڑی کر کے ان میں سے ایک کو دھکا دیتے ہیں۔ اور اس طرح سب کی سب گر جاتی ہیں۔ تو جو چیزیں آپس میں وابستہ ہوں۔ ان میں سے ایک میں خرابی پیدا ہو جانے سے

## سب میں خرابی

آجاتی ہے مگر جو بالکل منفرد ہو۔ اس پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ جیسے اگر کوئی اینٹ علیحدہ پڑی ہو۔ تو اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وگرنہ جب کوئی چیز کسی کا حصہ ہو۔ تو ایک کی خرابی کا اثر دوسرے پر پڑنا لازمی ہے۔ ماں باپ کی خرابی کا اثر اولاد پر اور اولاد کی خرابی کا اثر ماں باپ پر ہوتا ہے۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر اپنی ذات میں تو کوئی نقص نہیں تھا۔ لیکن آپؐ کی امت نے خراب ہو کر آپؐ کے

## فیضان کو بند

کر دیا۔ اگر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس وقت ایک مامور کو نہ بھیجتا۔ تو اسلام کی ترقی کی کونسی صورت باقی رہ گئی تھی۔ تو جب ایک چیز دوسری کا جزو ہو۔ تو وہ دوسروں کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لئے اس سورۃ میں اس طرف توجہ دلائی۔ کہ چونکہ ایک انسان کی خرابی کا اثر دوسروں پر پڑنا لازمی ہے۔ اس لئے ہم تم سے کہتے ہیں۔ کہ قرآن پڑھنے سے جو

## نیکی کا جذبہ

تمہارے اندر پیدا ہوا ہے۔ وہ دوسروں تک پہونچاؤ۔ اور دنیا میں وحدت پھیلاؤ۔ کیونکہ اگر تمہارے اردگرد خرابی ہوگی۔ تو تم بھی اس سے ضرور متاثر ہوگے۔ وہ اثر خواہ اس طرح ہو۔ کہ تمہیں گندہ کر دے۔ یا اس طرح کہ تمہاری نیکی کو روک دے جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں تو کوئی نقص نہ پیدا ہوا۔ لیکن آپؐ کی امت نے اپنی خرابی کی وجہ سے آپؐ کے فیضان کو بند کر کے آپؐ کی ترقی کو روک دیا۔

آگے فرمایا۔

قل اعوذ برب الفلق من شر ما خلق۔ ومن شر غاسق اذا وقب۔ ومن شر النفّٰثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد ۝

پچھلی سورۃ میں اللہ الصمد ایک آیت فرمائی۔ کہ اللہ تعالےٰ صمد ہے۔ کسی کا محتاج نہیں۔ اور قل اعوذ برب الفلق صمدیت کے مقابل میں بیان فرمایا۔ اس میں اس کی تشریح کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہی ہے۔ جو دوسروں کو زندہ رکھتی ہے۔ مگر انسان پر

## کائنات کا ذرّہ ذرّہ

اثر ڈالتا ہے۔ اس لئے اے بندے جب تو صمد نہیں۔ تو دعا مانگ۔ قل اعوذ برب الفلق۔ جہاں اللہ تعالےٰ تمام موجودات سے مستغنی ہے۔ وہاں انسان ہر چیز سے متاثر ہونے والا ہے۔ ستارے ہم سے کروڑوں میل دور ہیں۔ لیکن ان کا اثر بھی دنیا پر پڑتا ہے۔ قحط کا تعلق بھی ستاروں کی گردش سے بتایا جاتا ہے۔ پس بظاہر جو موجودات جدا جدا ہیں۔ وہ دراصل ایک دوسری کی

## ترقی کی سیڑھی

ہیں۔ اس لئے فرمایا۔ تم یہ خیال نہ کرو۔ کہ ہم محتاج نہیں۔ تم کائنات کے ذرہ ذرہ کے محتاج ہو۔ خلق کے معنے پھٹنے کے ہیں۔ اور چونکہ تمام مخلوق خدا تعالےٰ کے ارادہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے فلق کے معنے ساری مخلوقات کے بھی ہیں۔ تو فرمایا۔ قل اعوذ برب الفلق۔ یعنی کہو۔ میں تمام موجودات کے رب سے پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ کہیں بھی کوئی تغیر پیدا ہو مجھ پر اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ من شر ما خلق۔ میں اس کی

## تمام مخلوق کے شر

سے پناہ مانگتا ہوں۔ اگر ساری مخلوق کا آپس میں تعلق نہیں۔ اور ایک کا دوسرے پر اثر نہیں پڑتا۔ تو پھر ساری مخلوق کے شر سے پناہ مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح خدا تعالےٰ کسی چیز کا بھی محتاج نہیں۔ ہم ہر ایک چیز کے محتاج ہیں۔ اس لئے یہ نہیں فرمایا۔ کہ کہہ میں اپنے ماحول کی خرابی سے پناہ مانگتا ہوں۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ کہو۔ ہر ایک مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ ہم ان چیزوں سے بھی اثر قبول کر رہے ہیں۔ جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔ حتےٰ کہ وہ ستارے جن کی روشنی بھی ابھی دنیا تک نہیں پہونچی۔ ان کا بھی اثر ہم پر پڑتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔ کہو میں چونکہ اس قدر محتاج ہوں۔ اس لئے ہر مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی جس نے سب کو پیدا کیا۔

ومن شر غاسق اذا وقب۔ اسی طرح میں اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ کہ کوئی چیز فائدہ پہونچاتی پہونچاتی اپنے

## فیضان کو بند

کر دے۔ نقصان دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ براہ راست نقصان ہو۔ اور دوسرے یہ کہ کوئی فائدہ رساں چیز اپنے فائدہ اور فیضان کو روک لے۔ اس لئے فرمایا۔ ومن شر غاسق اذا وقب۔ میں چاند سے بھی پناہ مانگتا ہوں جب وہ چھپ جاتا ہے۔ گویا اس بات سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ فائدہ رساں چیزیں مجھے اپنے فوائد سے محروم نہ کر دیں۔

ومن شر النفّٰثٰت فی العقد ومن شر حاسد اذا حسد۔ جب انسان تمام مخلوق کے شرور سے محفوظ ہو جائے اور تمام نفع رساں چیزوں کے فوائد اس کے لئے قائم ہو جائیں تو ایسے مقام پر پہونچنے والا

## انسان کامل

ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہ سے محسود بھی۔ اس لئے فرمایا کہو شر النفّٰثٰت سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ یعنی اس کمال کے بعد مجھے زوال نہ ہو۔ اور پھر حاسدوں کے حسد سے بھی محفوظ رہوں۔ کیونکہ ایسے انسان کو لوگ پھر گرانے کی کوشش کرتے ہیں ؏

قل اعوذ برب الناس۔ ملک الناس۔ الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس۔ الذی یوسوس فی صدور الناس۔ من الجنۃ والناس۔

جس طرح صمد کہکر اپنے مثیل کا انکار کیا تھا۔ اسی طرح یہاں کلام الٰہی پڑھنے والے کے جو مثیل ہیں۔ ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جس طرح قل اعوذ برب الفلق میں تمام موجودات سے پناہ مانگنے کی دعا سکھائی تھی۔ اسی طرح اس جگہ انسان کے مثیلوں کے متعلق ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا۔ کہو میں پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی جو تمام انسانوں کا رب ہے۔ ملک الناس۔ جو بادشاہ ہے۔ تمام انسانوں کا۔ الٰہ الناس۔ جو معبود ہے تمام انسانوں کا۔

انسان کو

## تین قسم کے ضرر

انسان سے پہونچ سکتے ہیں۔ ایک تو ربوبیت کے لحاظ سے۔ یعنی ماں باپ تربیت خراب کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں بدیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ماں باپ اگر جھوٹ بولتے ہیں۔ تو بچہ کو بھی عادت ہو جاتی ہے۔ اور اگرچہ دل سے برا مناتا ہے لیکن عادت سے مجبور ہوتا ہے۔ اس لئے یہ دعا سکھائی۔ کہ رب الناس ہونے کے لحاظ سے میری ربوبیت میں جو نقائص ہوں۔ ان سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تجھ سے پہلے اور کوئی نہ تھا۔ لیکن مجھ سے پہلے اور لوگ تھے۔ اس لئے ان کی وجہ سے جو نقائص میرے اندر پیدا ہو گئے۔ اور ان کے باعث جو نقصان مجھے پہونچ رہا ہے۔ اے اصل رب۔ اسے دور کر دے۔ ملک الناس۔ بادشاہ کا زمانہ ہمعصری کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس لئے میرے ہمعصروں سے جو شر در مجھے پہونچ سکتے ہیں۔ اے حقیقی بادشاہ میں ان سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو چونکہ حقیقی اور سب کا بادشاہ ہے۔ اور اپنی مخلوق کے حالات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ اس لئے میرے ہمعصروں سے جو نقصان مجھے پہونچ رہے ہوں۔ اور جن سے میں واقف بھی نہیں۔ ان سے مجھے بچا لے۔

الٰہ الناس۔ آئندہ آنے والے لوگوں کے بد اثرات سے بھی مجھے محفوظ رکھنا۔ میرے بعد میرے کاموں کی حفاظت کرنا۔ تا بعد میں آنے والے میری طرف کوئی ایسی بات نہ منسوب کر دیں۔ جس سے میں

## شرارت کا منبع

بن جاؤں۔ جس طرح بعض لوگوں کو پیچھے آنیوالے معبود بنا لیتے ہیں۔ من شر الوسواس الخناس۔ میں اس وسواس الخناس کی شرارت سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ جو الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس۔ جو ظاہر میں نظر نہیں آتا۔ بعض

## مخفی بدیاں

ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا انسان کو پتہ نہیں لگتا۔ حتیٰ کہ وہ ایک نہ ایک دن انسان کو ضایع کر دیتی ہیں۔ اس لئے کہا ہم وسواس الخناس کی شرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔ جو آپ پیچھے رہتا ہے لیکن ہمارے اندر نقص پیدا کر دیتا ہے۔ خنس چھپ جانے کو کہتے ہیں۔ بعض اوقات دوست عزیز بھی انسان کے اندر ایسے نقائص پیدا کر دیتے ہیں۔ جن کا اسے علم نہیں ہوتا۔ تو فرمایا۔ کہو۔ میں ایسے باریک نقائص سے پناہ مانگتا ہوں۔ جن پر میری نظر نہیں پہنچ سکتی۔ یعنی جو طاقت بالقوہ مخفی ہوتی ہے۔ اس کے مقابل میں انسان کو فرمایا۔ تمہارے لئے ایسی چیزیں ہو سکتی ہیں۔ جو ظاہر نہیں ہوتیں۔ مگر بالقوہ ہوتی ہیں۔ اور ان کے اثر تم قبول کرتے ہو۔ یوسوس فی صدور الناس۔ وہ ظاہر نہیں مگر انسان کے دل میں بدی پیدا کر دیتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک کالج کے ایک سکھ طالب علم کو آپ سے بہت عقیدت تھی۔ اور وہ اکثر دعا کے لئے لکھتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے پیغام بھیجا کہ میرے دل میں

## دہریت کے خیال

پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے کہیں۔ جس جگہ وہ بیٹھتا ہے۔ وہاں سے اپنی جگہ تبدیل کرلے۔ بعض دفعہ انسان ایسی جگہ اور ایسے لوگوں میں بیٹھتا ہے۔ جو اگرچہ منہ سے تو اسے کچھ نہیں کہتے۔ لیکن اندر ہی اندر ان کے خیالات اس پر اثر ڈال رہے ہوتے ہیں۔ جس طرح آگ کے پاس بیٹھنے سے انسان گرم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی جگہ تبدیل کرلی۔ تو اس کے خیالات بھی ٹھیک ہو گئے اس آیت میں ایسی بدیوں سے پناہ مانگنا سکھایا گیا ہے۔ کہ من الجنۃ والناس۔ یعنی خناس دونوں میں سے ہیں۔ انسانوں سے بھی اور مخفی ارواح سے بھی۔ مخفی ارواح بھی انسان پر اثر ڈالتی ہیں۔ حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بعض مکانات بھی منحوس ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ کسی وقت ان میں بد آدمی رہ جاتے ہیں۔ اور ان کے بد خیالات ان کے بعد بھی ان کی فضا میں قائم رہتے ہیں۔ اور ان سے پیدا شدہ تاثیر بعد میں وہاں بسنے والوں کی ہلاکت کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اس لئے مخفی ارواح کے نقصان سے بھی پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی۔

دیکھو کیسی

## کامل تعلیم

ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے انسان کیسا کامل بن سکتا ہے۔ پس یہ دو سورتیں الگ نہیں۔ بلکہ قرآن کریم کا جزو ہیں۔ اور تینوں ملکر ایک حصہ بنتی ہیں۔ اگر ان دونو کو الگ کر دیا جائے۔ تو سورہ اخلاص کی ساری خوبی ماری جاتی ہے۔

اب میں محراب میں جاکر دعا کرونگا۔ سب دوست جو دعا میں شریک ہوں۔ وہ

## اسلام اور سلسلہ کی ترقی

کے لئے بھی دعا کریں۔ ان بھائیوں کے لئے بھی جو تبلیغ کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان سے دور رہنے والے احمدی بھائیوں کے لئے بھی

## مولوی سرور شاہ صاحب

کے لئے بھی جنہوں نے رمضان میں درس دیا۔ اور

## حافظ روشن علی صاحب

کے لئے بھی۔ کہ انہیں کی خواہش اور ذوق سے یہ سلسلہ جاری ہوا تھا۔ پھر ان کے پسماندگان کے لئے بھی۔ پھر سلسلہ اس وقت مشکلات میں ہے۔ قریب ایک لاکھ کے قرض ہے۔ اور ۲-۳ ماہ کی تنخواہیں ابھی نہیں ملیں۔ اس لئے یہ بھی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان غلطیوں اور غفلتوں پر پردہ ڈالدے۔ جن سے سلسلہ کے کاموں میں روک پیدا ہو گئی ہے مایوسانہ ہو۔ کہ ہمارا قدم تنزل کی طرف اٹھے۔ مالی مشکلات کا حل تو آسان ہے۔ تمام صیغے بند کر دیئے جائیں۔ تو یہ مشکلات رفع ہو سکتی ہیں۔ لیکن یہ تنزل ہے اس لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اس تنزل سے ہمیں بچائے۔ ہمارے پاس اگرچہ مال نہیں۔ لیکن۔ اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں۔ اس کے پاس

## بے شمار خزانے

ہیں۔ پھر اپنے لئے اپنے بھائیوں اور دوستوں کے لئے بھی دعائیں کریں۔ کیونکہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ جو شخص اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے۔ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ ان بھائیوں کے لئے جو اس وقت موجود ہیں۔ اور ان کے لئے بھی جو موجود نہیں۔

میں نے پہلے بھی توجہ دلائی ہے۔ کہ دعا کے لئے رقعے

## قبل از وقت

مجھے دیدینے چاہئیں۔ اکثر رقعے تو مجھے جمعہ تک مل گئے تھے۔ اور ان کو میں نے جمعہ سے عصر تک پڑھ بھی لیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ دعا بھی کرتا گیا ہوں۔ ان میں سے بعض کے نام بھی مجھے یاد ہیں۔ ایک دفعہ ان کے لئے دعا ہو چکی ہے۔ اور پھر بھی مجموعی دعا میں ان کو شامل کر لونگا۔ لیکن بعض رقعے مجھے عصر کے بعد ملے ہیں۔ انہیں میں اس وقت پڑھ نہیں سکتا۔ لیکن پھر بھی اجمالی طور پر ان کے لئے دعا کر دونگا۔ اس لئے آئندہ کے لئے خیال رکھنا چاہیے۔ کہ دعا کے لئے رقعے مجھے ایسے وقت میں مل جانے چاہئیں۔ کہ میں درمیانی عرصہ میں انہیں پڑھ سکوں۔ اور یاد رکھ سکوں۔

# کیا عیسائیت عالمگیر مذہب ہے؟

دورِ حاضرہ کی مختلف اقوام جس سرعت اور انہماک سے اپنی قومی اور ملی ترقی میں کوشاں ہیں۔ وہ کسی اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ اُن کی تمام جدّ و جہد اور اُن کی ساری طاقت و قوّت صرف اس مقصد کے حصول پر صرف ہو رہی ہے۔ کہ کسی طرح اُن کی تعداد دنیا میں بڑھ جائے۔ اور وہ دنیا کے بیشتر حصّہ کو اپنا ہمخیال بنالیں۔ یہ مقصد اگرچہ فی نفسہٖ قابلِ تعریف و لائقِ صد ستائش ہے۔ مگر نہایت المناک منظر یہ ہے۔ کہ آج ایسے مذاہب بھی جن کے مقدس بانیوں نے اُنہیں دنیا میں اپنے دائرۂ عمل کو وسعت دینے کی شدید ممانعت کی تھی۔ اس زمانہ کی رَو میں بہتے ہوئے اپنے مذہب کو عالمگیر مذہب ثابت کر رہے ہیں۔ اور وہ بغیر اس امر پر غور کرنے کے کہ انہیں اپنے مذہبی نقطۂ نگاہ سے اس عالمگیر پروپاگنڈا کی اجازت بھی ہے یا کہ نہیں۔ تمام دنیا میں اپنے تبلیغی جال کو پھیلا کر اس میں لوگوں کو پھنسانے کے درپے ہو رہے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ہمارے زیرِ بحث عیسائی مذہب ہے جس کے مقدس بانی حضرت مسیح علیہ السلام نے متعدد مرتبہ اپنے حواریوں کو تلقین فرمائی۔ کہ صرف اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں تک اپنے تبلیغی میدان کو محدود رکھنا۔ اور ایسا ہرگز نہ کرنا کہ غیر اقوام کو بھی اپنے مذہب میں شامل کر لو۔ مگر آج اسی مذہب کے پیرو اپنے نجات دہندہ کی اس نصیحت کو پس پشت پھینکتے ہوئے علی الاعلان کہتے ہیں۔ ہمارا مذہب بھی عالمگیر ہے۔ اور ہم ملکی اور قومی امتیازات بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر گورے اور کالے کو اس چشمہ سے سیراب کرینگے۔ ہم حیران ہیں۔ وہ کیوں ساری دنیا کو اپنے مائدہ پر جمع کرنے میں کوشاں ہے۔ جبکہ "انجیل جلیل" اس عقیدہ کی تردید پر کمربستہ ہے۔ چنانچہ اس جگہ ہم وہ دلائل پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جو عیسائی مذہب کو صرف اسرائیل کے گھرانے تک محدود رکھنے کے حکم پر مشتمل ہیں۔

## ایک نبی کی پیشگوئی

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ایک نبی نے ان الفاظ میں پیشگوئی فرمائی تھی۔

"اے بیت لحم۔ یہوداہ کے علاقے۔ تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا۔ جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کریگا۔" متی ۲/۶

اس پیشگوئی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے سپرد صرف اسرائیل گھرانے کی گلہ بانی کا کام کیا گیا۔ نہ کہ تمام دنیا کی راہنمائی کا۔

## فرشتے کا کلام

اسی طرح لکھا ہے۔

"فرشتے نے اُس سے کہا۔ اے مریم خوف نہ کر۔ کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ اور دیکھ تُو حاملہ ہوگی۔ اور بیٹا جنیگی اس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا۔ اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا۔ اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریگا۔" لوقا ۱/۳۳

اس جگہ بھی خدا کے فرشتہ نے حضرت مریم علیہا السلام کو یہی خوشخبری سنائی ہے۔ کہ وہ مسیح صرف اسرائیل کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کریگا۔ نہ کہ ساری دنیا پر۔

## دوستوں کی گواہی

تیسرا ثبوت اس امر کا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔ نہ کہ تمام دنیا کی طرف۔ یہ ہے کہ آپ سے محبت رکھنے والے اور آپ کے دوست اور پیارے بھی آپ کے متعلق یہی سمجھتے تھے۔ کہ آپ صرف قوم اسرائیل کے روحانی بادشاہ ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا۔ تو دیکھو کئی مجوسی پورب سے یروشلم میں یہ کہتے ہوئے آئے۔ کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے۔ وہ کہاں ہے" متی ۲/۱

اسی طرح لکھا ہے۔

"نتن ایل نے اس کو جواب دیا۔ اے ربی تُو خدا کا بیٹا۔ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔" یوحنا ۱/۴۹

## دشمنوں کا اقرار

ان دوستوں کی گواہی کے علاوہ آپ کے دشمنوں کی گواہی بھی قابلِ غور ہے۔ کیونکہ وہ بھی یہی سمجھتے تھے۔ کہ یہ مدعی صرف اسرائیل کی روحانی بادشاہت کا دعوے دار ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا۔ اور ایک سرکنڈا اس کے دہنے ہاتھ میں دیا۔ اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اُسے ٹھٹھوں میں اُڑانے لگے کہ اے یہودیوں کے بادشاہ آداب اور اس پر تھوکا۔" متی ۲۷/۲۹

"اسی طرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ ملکے ٹھٹھے سے کہتے تھے۔ اس نے اوروں کو بچایا۔ اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے۔ اب صلیب پر سے اُتر آئے تو ہم اس پر ایمان لائیں۔" متی ۲۷/۴۲

گویا دوست بھی اور دشمن بھی حضرت مسیح علیہ السلام کو صرف "اسرائیل کا بادشاہ" قرار دیتے تھے۔ اور ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں سمجھتا تھا۔ کہ آپ سارے جہان کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔

## حضرت مسیح کا طرزِ عمل

علاوہ ان شواہد کے حضرت مسیح علیہ السلام کا اپنا طرزِ عمل بھی مسیحیت کی عالمگیری کو باطل قرار دیتا ہے۔ کیونکہ اناجیل میں لکھا ہے۔

"ایک کنعانی عورت ان سرحدوں سے نکلی۔ اور پکار کر کہا۔ کہ اے خداوند ابنِ داؤد مجھ پر رحم کر۔ ایک بدروح میری بیٹی کو بُری طرح ستاتی ہے۔ مگر اس نے کچھ جواب اُسے نہ دیا۔ اور اس کے شاگردوں نے پاس آکر اُس سے یہ عرض کی۔ کہ اسے رخصت کر دے۔ کیونکہ ہمارے پیچھے چلاتی ہے۔ اس نے جواب میں کہا۔ کہ میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ مگر اس نے آکر اسے سجدہ کیا۔ اور کہا اے خداوند میری مدد کر۔ اس نے جواب میں کہا۔ کہ لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینی اچھی نہیں۔" متی ۱۵/۲۲تا۲۶

حضرت مسیح اگر دنیا کی تمام اقوام کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور اگر وہ اسرائیل اور غیر اسرائیل سب کی یکجائی راہنمائی کے مدعی تھے۔ تو انہوں نے کیوں کہا۔ "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔" اور کس لئے انہوں نے بالفاظ بائبل اسرائیل کو "لڑکے" اور غیر اسرائیل کو "کتے" بتایا۔ کیا دنیا کے نجات دہندہ کے یہی اخلاق ہوا کرتے ہیں اور کیا اتنی بڑی تنگ نظری کے باوجود مسیحیوں کا یہ کہنا درست سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ آپ سب دنیا کے لئے راہنما تھے۔

## تبلیغی ہدایات

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو تبلیغی ہدایات دیتے ہوئے بھی نہایت واضح الفاظ میں نصیحت فرمائی۔ کہ "غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔" متی ۱۰/۵

کیا یہ بیّن شواہد اس امر کو ثابت نہیں کرتے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی بعثت کا مقصد صرف بنی اسرائیل کی اصلاح قرار دیا ہوا تھا۔ ورنہ اس قسم کی پابندی آپ دعوتِ حق پر ہرگز عائد نہ فرماتے۔ بلکہ انہیں یہی کہتے کہ غیر قوموں کی طرف بھی جاؤ۔ اور سب کو اس آسمانی مائدہ پر جمع کرو۔ اسی طرح آپ نے اُن سے فرمایا۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے۔ کہ ابن آدم آجائے گا۔" متی ۱۰/۲۳

پھر فرماتے ہیں۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب ابنِ آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو۔

بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔ متی $\frac{19}{28}$

اس پیشگوئی میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام نے دنیا کے تمام قبیلوں کا انصاف کرنے کی پیشگوئی نہیں فرمائی۔ بلکہ صرف اسرائیل کے بارہ قبیلوں تک ان کے انصاف کے دائرہ کو محدود رکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ قرآن مجید کا حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ فرمانا۔ کہ ورسولًا الیٰ بنی اسرائیل (آل عمران ع۵) نہایت سچا اور صحیح قول ہے۔

## پولوس کی شہادت

پولوس بھی یہی گواہی دیتا ہے چنانچہ کہتا ہے۔

"خدا نے اپنے وعدے کے موافق اسرائیل کے پاس ایک منجی یعنی یسوع کو بھیج دیا جس کے آنے سے پہلے یوحنا نے اسرائیل کی تمام اُمت کے سامنے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کی" اعمال $\frac{13}{23}$

پولوس نے یہ نہیں کہا۔ کہ خدا نے تمام دنیا کے پاس اپنا ایک منجی بھیجا۔ بلکہ انہوں نے صرف اسرائیل کا نام لیا جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائیت کی عالمگیری محض ایک فرضی بات ہے جس کی تائید ان کی مذہبی کتب سے نہیں ہو سکتی۔

## عیسائیوں کے چند دلائل

بالعموم عیسائی ایسے موقعوں پر کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔

"تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو" متی $\frac{28}{19}$

مگر ان واضح دلائل کی موجودگی میں جو اوپر درج ہو چکے ہیں۔ ان "سب قوموں" کے الفاظ ہم صرف بنی اسرائیل کی مختلف اقوام پر چسپاں کرینگے۔ نہ کہ ساری دنیا پر۔ اسی طرح عیسائیوں کا یہ کہنا کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا کہ "تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو" (مرقس $\frac{16}{15}$) صحیح سمجھا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ اول تو یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اپنے طریق عمل اور آپکے واضح ارشاد کے صریح برخلاف الفاظ ہیں۔ اور دوسری طرف زمانہ حال کے محققین نے بدلائل ثابت کر دیا ہے۔ کہ مرقس باب ۱۶ کی آیت آٹھ سے لیکر باقی تمام عبارت اناجیل کے قدیم یونانی نسخوں میں نہیں ملتی۔ اس لئے یہ یقیناً جعلی ہے۔ جو ہرگز قابل اسناد نہیں۔ لیکن بالفرض اگر یہ عبارت اناجیل میں موجود بھی ہو۔ تب بھی نہیں مانا جا سکتا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے ایسا کوئی حکم اپنے حواریوں کو دیا ہو۔ کیونکہ آپ کے تمام حواری واقعہ صلیب کے بعد بھی غیر اقوام میں اناجیل کی منادی کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ چند رسولوں کی نسبت لکھا ہے۔ کہ

"وہ پھرتے پھرتے فینیکے۔ اور کپرس اور انطاکیہ میں پہنچے مگر یہودیوں کے سوا اور کسی کو کلام نہ سناتے تھے" (اعمال $\frac{11}{19}$)

یہی وجہ ہے۔ کہ جب حواریوں نے سنا۔ کہ پطرس نے ایک جگہ غیر قوموں میں بھی اناجیل کی منادی کی ہے۔ تو وہ سخت ناراض ہوئے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"رسولوں اور بھائیوں نے جو یہودیہ میں تھے سنا کہ غیر قوموں نے بھی خدا کا کلام قبول کیا۔ جب پطرس یروشلم میں آیا۔ تو مختون اس سے بحث کرنے لگے۔ کہ تو نامختونوں کے پاس گیا۔ اور ان کے ساتھ کھانا کھایا" (اعمال $\frac{11}{1}$)

حواریوں کا یہ اعتراض واقعی بجا تھا جس کے جواب میں پطرس کو سوائے اس کے اور کچھ نہ سوجھا۔ کہ انہیں اپنی ایک خواب سنا کر چپ کرا دے۔ چنانچہ اس نے کہا۔ میں نے اپنی فلاں خواب کی بنا پر انہیں تبلیغ کی ہے۔ اب یہ قابل غور مقام ہے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا اپنا کوئی حکم غیر اقوام میں تبلیغ کے متعلق موجود ہوتا۔ تو پطرس اُس موقع پر انہیں ضرور جواب دیتا۔ اور کہتا کہ دیکھو فلاں موقع پر ہمارے مسیح نے ہمیں اجازت دی تھی۔ اور کہا تھا کہ دوسری قوموں کو بھی ہدایت کرتے رہنا۔ مگر پطرس اپنے اس جدید فعل کے جواز میں مسیح کا کوئی قول پیش نہ کر سکا۔ بلکہ صرف اپنی ایک خواب سنا کر انہیں چپ کرا دیا جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے ایسا کوئی حکم واقعہ صلیب کے بعد اپنے شاگردوں کو نہیں دیا تھا۔ ورنہ وہ حواری واقعہ صلیب کے بعد دنیا کی تمام قوموں میں تبلیغ کرتے اور پطرس کے اس فعل پر بڑی سختی سے معترض نہ ہوتے۔ اور پطرس بھی ان کے اعتراض کے جواب میں مسیح کا قول پیش کرنے سے عاجز نہ آتا۔

غرض یہ روشن دلائل جن میں ایک نبی کی پیشگوئی۔ ایک خدا کا الہام۔ آپ کے دوستوں کی گواہی۔ آپ کے دشمنوں کا اقرار۔ آپ کا اپنا طرز عمل۔ آپ کی حواریوں کو نصیحت۔ پولوس کی گواہی۔ اور حواریوں کا طریق عمل شامل ہے۔ بالصراحت ظاہر کرتے ہیں۔ کہ مسیحیت ہرگز عالمگیر مذہب نہیں۔ پس اے عیسائیو۔ دنیا کو دھوکا مت دو۔ اور ایسا ہرگز نہ کہو۔ کہ مسیح دنیا کا منجی ہے۔ بلکہ اپنی تبلیغی کوششیں صرف بنی اسرائیل تک محدود رکھو۔ ورنہ خدا کے حضور زیر الزام رہو گے۔

## اسلام کی عالمگیری

البتہ صرف اسلام ایسا مذہب ہے۔ جو کسی خاص قوم اور کسی خاص ملک کے لئے نازل نہیں ہوا۔ بلکہ یقیناً وہ ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اللہ تعالےٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے۔ ان لوگوں سے کہدے۔ واوحی الیّ ھذا القراٰن لانذرکم بہ ومن بلغ (انعام ع۲) یعنی میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے۔ تاکہ میں تم کو اس سے ڈراؤں۔ اور ہر اس شخص کو ڈراؤں جس کو یہ پہنچے۔ گویا قرآن دعوےٰ کرتا ہے۔ کہ وہ کسی خاص قوم کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ وہ دنیا کے ہر فرد کے لئے آیا ہے جس کے کان میں بھی اس کی آواز پہنچ جائے۔ وہی اس کا مخاطب ہے۔ اسی طرح فرمایا۔ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض (اعراف ع۲۰) تو کہدے اے لوگو۔ میں تم ساروں کی طرف خدا کا رسول بن کر آیا ہوں۔ ہاں وہی خدا جو آسمان وزمین کا بادشاہ ہے۔ اس نے مجھے بھیجا ہے۔ پھر فرمایا۔ وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرًا ونذیرًا ولٰکن اکثر الناس لا یعلمون ۰ (سبا ع۳) ہمنے تجھے سب لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ مگر افسوس اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اسی طرح فرمایا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ۰ (پ۱۷ نصف) ہمنے تجھے کل عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ان ھو الا ذکر للعالمین (پ۲۳ ع۷) یہ کتاب تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے تمام ادیان باطلہ پر کامل غلبہ دیدے۔ غرض اسلام تمام جہان کی طرف آیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم احادیث میں فرماتے ہیں۔ مجھے پانچ وہ خصوصیات بخشی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ اُن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ پہلے انبیاء خاص اپنی اپنی قوموں کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے مگر میں تمام جہان کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

پس اسلام اور عیسائیت میں یہ ایک عظیم الشان فرق ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام صرف اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں آئے۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اقوام عالم کی راہنمائی کا علم اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے رحمۃ للعالمین بنکر مبعوث ہوئے۔ اے عقل سلیم رکھنے والو۔ آؤ اور اسلام کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو جاؤ۔ ناقص کو چھوڑ کر کامل دین کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھو۔ بجز اسلام آج کوئی مذہب عالمگیر نہیں۔ اور بجز قرآن آج کوئی کتاب محفوظ اور مکمل کتاب نہیں یہی دین دین حق ہے۔ اُٹھو اور اس میں داخل ہو کر خدا کی ابدی رضا حاصل کرو۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(خاکسار:۔ محمد یعقوب مولوی فاضل۔ قادیان دارالامان)

## ضرورت

الفضل کو مزید ترقی دینے کے لئے ایک ایسے دیندار نوجوان کی ضرورت ہے۔ جو مضمون نویسی کی کافی مشق رکھتا ہو۔ زود نویس ہو۔ عمدگی کے ساتھ تقریریں قلم بند کر سکتا ہو۔ علم دین میں دسترس رکھتا ہو۔ درخواستیں جلد ایڈیٹر الفضل کو ارسال کی جائیں ؛

# سال میں ایک ایک احمدی بنانیکا عہد کرنیوالوں کی فہرست

| نمبر | نام | نمبر | نام |
|---|---|---|---|
| ۶۳ | چودھری شاہ محمد صاحب پنشنر ۔ گجرات | ۹۸ | جلال الدین خانصاحب ۔ کریام |
| ۶۴ | حافظ سید باغ علی صاحب معین الدین پور ۔ 〃 | ۹۹ | احمد علی خان صاحب ۔ 〃 |
| ۶۵ | میاں کرم الٰہی صاحب ۔ 〃 | ۱۰۰ | نعمت خان صاحب ۔ 〃 |
| ۶۶ | احمد الدین صاحب ۔ 〃 | ۱۰۱ | رنگ علی شاہ صاحب ۔ 〃 |
| ۶۷ | بابا امام الدین صاحب ۔ 〃 | ۱۰۲ | عابد علی خان صاحب ۔ 〃 |
| ۶۸ | میاں وزیر بخش صاحب ۔ 〃 | ۱۰۳ | محمد علی خان صاحب ۔ 〃 |
| ۶۹ | چودھری سلطان علی صاحب کلرک ۔ 〃 | ۱۰۴ | سراج الدین صاحب ۔ دھلی |
| ۷۰ | میاں ضیاء اللہ صاحب کمپونڈر 〃 | ۱۰۵ | نواب خان صاحب چیور سٹ ۱۱۷ |
| ۷۱ | میاں مراد بخش صاحب ۔ 〃 | ۱۰۶ | محمد الدین صاحب ۔ 〃 |
| ۷۲ | منشی عبدالغنی صاحب ۔ 〃 | ۱۰۷ | جناب عطا محمد صاحب ۔ لاہور |
| ۷۳ | مرزا اکرم بیگ صاحب نقل نویس ۔ 〃 | ۱۰۸ | بابو فتح محمد صاحب ۔ کراچی |
| ۷۴ | بابو محمد حسین صاحب کلرک ۔ 〃 | ۱۰۹ | شیخ محمد صدیق صاحب ۔ 〃 |
| ۷۵ | میاں فضل الٰہی صاحب 〃 | ۱۱۰ | مولوی احمد یار صاحب ۔ 〃 |
| ۷۶ | سید حسین شاہ صاحب معین الدین پور ۔ 〃 | ۱۱۱ | شیخ عبدالمجید صاحب ۔ 〃 |
| ۷۷ | غلام جیلانی صاحب ۔ 〃 | ۱۱۲ | بابو عطاء اللہ صاحب ۔ 〃 |
| ۷۸ | قاضی فضل الٰہی صاحب ۔ راولکے ۔ 〃 | ۱۱۳ | ڈاکٹر حاجی خانصاحب ۔ 〃 |
| ۷۹ | بابو محمد عالم صاحب ۔ جھنگ مگھیانہ | ۱۱۴ | میاں ثناء اللہ صاحب سب انسپکٹر ۔ 〃 |
| ۸۰ | حیات محمد صاحب ۔ کوٹ کوڑا | ۱۱۵ | ڈاکٹر محمد بخش صاحب ۔ 〃 |
| ۸۱ | ماسٹر برکت علی صاحب لائق ۔ پھلور ۔ | ۱۱۶ | شیخ رفیع الدین احمد صاحب ۔ 〃 |
| ۸۲ | نظام الدین صاحب صوبیدار کیمپ معشوق | ۱۱۷ | مولوی غلام حسن صاحب ۔ 〃 |
| ۸۳ | نبی محمد صاحب ۔ گھوگھیاٹ ۔ | ۱۱۸ | بھائی رفیق احمد صاحب ۔ 〃 |
| ۸۴ | عبداللہ صاحب ۔ ڈیریانوالہ ۔ | ۱۱۹ | محمد یعقوب خانصاحب ۔ 〃 |
| ۸۵ | عباس علی شاہ صاحب ۔ آدم شاہ | ۱۲۰ | ماسٹر عبدالغفور صاحب ۔ 〃 |
| ۸۶ | چودھری شاہ دین صاحب ۔ دھنی دیو | ۱۲۱ | بابو رفیع الزمان خانصاحب ۔ 〃 |
| ۸۷ | ڈاکٹر نور الدین صاحب ۔ 〃 | ۱۲۲ | حافظ محمد افضل صاحب ۔ 〃 |
| ۸۸ | عطا محمد صاحب ۔ کھارا ۔ | ۱۲۳ | علی شیر صاحب ۔ زیرہ |
| ۸۹ | ماسٹر محمد احسن صاحب ۔ قادیان ۔ | ۱۲۴ | الطاف حسین خانصاحب ۔ اودے پور کٹیا ۔ |
| ۹۰ | عبدالحق صاحب ۔ نانو ڈوگر | ۱۲۵ | حکیم عبدالرحمٰن صاحب ۔ ماچھی واڑہ |
| ۹۱ | حاجی غلام احمد صاحب ۔ کریام | ۱۲۶ | عبدالرحیم صاحب ۔ قادیان |
| ۹۲ | چودھری مہر خان صاحب 〃 | ۱۲۷ | مولوی قمر الدین صاحب ۔ 〃 |
| ۹۳ | چودھری عبدالمجیب خانصاحب 〃 | ۱۲۸ | میاں محمد شمس الدین صاحب ۔ 〃 |
| ۹۴ | 〃 مولا بخش صاحب ۔ 〃 | ۱۲۹ | میاں خیر الدین صاحب ۔ سیکھواں |
| ۹۵ | اسد اللہ خان صاحب ۔ 〃 | ۱۳۰ | بھائی مبارک علی صاحب ۔ قادیان |
| ۹۶ | یوسف علی خان صاحب ۔ 〃 | | |
| ۹۷ | عبدالغنی خان صاحب ۔ 〃 | | |

(پرائیویٹ سیکرٹری)

# طاقت کے انمول موتی

اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ارمان پورے ہوں۔ دل میں امنگ ہو۔ طبیعت میں جوش ہو۔ دماغ میں مسرت ہو۔ چہرہ خوش رنگ ہو۔ معدہ مقوی ہو۔ جسم میں ولولے پیدا ہوں۔ گھر کا چراغ روشن ہو۔ تو آج ہی کنگ آف ٹانکس جو کہ سونا۔ کستوری اور لیستمعین جیسی کئی ایک ادویہ کا مرکب ہے۔ استعمال کریں۔

قیمت ساٹھ گولی سات روپے۔ تیس گولی چار روپے۔ علاوہ محصول

تیار کردہ:۔ فیض عام میڈیکل ہال قادیان

# نقشہ ذیل میں

دو مسب گھڑیاں درج ہیں۔ جو دسمبر ۲۹ء کے الفضل میں کئی بار چھپ چکی ہیں۔ اور جلسہ سالانہ پر مقامی اور بیرونی احباب نے بشوق دیکھیں۔ اور خریدیں۔ ہر آرڈر کی گھڑی پوری احتیاط بمعہ ضروری ہدایات اور منصفانہ ذمہ داری سے بھیجی جاتی ہے۔

| نمبر | ہوبہو ویسٹ اینڈ مگر قیمت تقریباً نصف | نکل کیس | چاندی کی کیس | گولڈن |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | کلائی کی گول اپنی سائز جو لو ہندار | لعہ ۱۱ | · | [illegible] |
| ۲ | ہ سلیدار سکہ سائز جو لو ہندار | عہ لعہ | [illegible] | [illegible] |
| ۳ | ہ کیپ ٹیک سے سائز کی جو لو ہندار | ہ | ہ | ہ |
| ۴ | جیبی ٹیچیس کے مانند ۱۶ سائز جو لو ہندار | ہ | ہ | · |

۵ اوپر کی ہر ایک گھڑی کی ہم شکل گرجیبوا چال قیمت پانچ روپے و چھ روپے
۶ ٹائم پیس جرمنی بڑا الارم نے روڈیم ہندسہ ڈبل گھنٹی للعہ ربی سادہ ۴ سے
۷ سوئیچی یا ویسٹ اینڈ امریکن کلاک ٹائم پیس کا علیحدہ معلوم کریں۔

المشتہر۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور (یو۔پی)

# جدید انگلش ٹیچر اور زبان خلق

میاں فضل حسین صاحب ایم اے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول شملہ مصنف نے ایسے طریقوں سے کام لیا ہے۔ کہ طالبعلم جلد اور آسانی سے انگریزی سیکھ سکتے ہیں۔ ماسٹر سالگرام صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ڈی اے۔ وی مڈل سکول جاڈلہ ضلع ہوشیارپور بلا استاد انگریزی سیکھنے والوں کیواسطے بینظیر کتاب ہے

> اگر لائق استاد کا کام نہ دے۔ تو ایک ہفتہ کے اندر کل قیمت معہ محصولڈاک واپس۔

ایس گوپال سنگھ سلطانونڈ ضلع امرتسر میں انگریزی میں بہت کمزور تھا۔ مگر جدید انگلش ٹیچر (مصنفہ صدیق الحسن خان سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ سکول شملہ) کے طفیل انگریزی گرامر بہت اچھی طرح سیکھ گیا ہوں اور اب امید کرتا ہوں۔ کہ امتحان انٹرنس میں ضرور پاس ہو جاؤنگا۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک جو اس لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ کہ یہ کتاب بہت جلد اور آسانی سے انگریزی سکھاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک معمولی اردو دان بھی چند ہی روز میں گفتگو اور ترجمہ کرنے لگ جاتا ہے۔

کتب فروشوں اور ایجنٹوں کو معقول کمیشن دیا جاتا ہے

ملنے کا پتہ:۔ قمر برادرز الف شملہ

# مکرمی! السلام علیکم

تقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کر دیا ہوگا۔ کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اسلئے جبتک ان امور کو روا نہ رکھا جائیگا۔ تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی۔ اسلئے آپکی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ رشتہ اتحاد کی خاطر اس میں کوا پریشن کر کے قومی بنیاد کو مستحکم کرنیکے لئے قدم اٹھائیں۔ اگر آپکی طاقت اور بس کی بات ہو۔ تو مندرجہ ذیل اشیاء کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ اگر ان اشیاء سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں۔ اور ان اور دوسروں کی نام ارسال فرمائیں۔ جو آپکے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ اور آرڈر دینے کے مجاز ہوں مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول ہیڈ کلرک اور فوجی افسر وغیرہ ان از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے۔ اور سامان بینڈ وغیرہ بکفایت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلٰے ارسال ہوگا۔ پرائس لسٹ منگائیگا۔

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

# قابل غور مشورہ

میں اللہ تعالٰے کے فضل سے ایک عرصہ سے ہومیوپیتھک ڈاکٹری کی پریکٹس کر رہا ہوں۔ لہذا اگر کسی احمدی بھائی کو کسی مرض یا علاج کے متعلق مشورہ کرنا ہو۔ تو جوابی کارڈ یا ٹکٹ روانہ فرما کر مجھ سے مشورہ کر سکتے ہیں۔ دواؤں میں بھی حتی الامکان ارزان اور بہترین دوائیں بہم پہنچاتا ہوں۔ ضرورتمند احباب سمپٹم چارٹ طلب فرمائیں۔ اگر ڈاکٹر صاحبان فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ تو کلکتہ کے نرخ پر ہم سے ہر قسم کی ادویات طلب کریں۔ بعض امراض کی مجرب ادویات ہر وقت تیار رہتی ہیں۔

المشتہر

ڈاکٹر بشیر احمد احمدی۔ ار ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایم۔ ڈی۔ سی۔ ایچ۔ ایچ۔ ڈی ایس۔ سی ہتمغہ جات طلائی یافتہ۔ طلاق محل۔ کانپور

# محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ انکو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کیلئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے (عہ)

شروع حمل سے آخر رضاعت تک تقریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

# سکنی اراضی برائے فروخت

سٹیشن یارڈ کے متصل چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے مکان کے قریب سکنی اراضیات برائے فروخت موجود ہیں نرخ فی کنال ۲۵۰ روپے ہے۔ ۴ کنال یا ۴ کنال سے زیادہ کے خریدار سے ۲۰۰ روپیہ فی کنال لیا جائیگا۔

آبادی کے لئے باقاعدہ نقشہ میں رستے وغیرہ بنا دیئے گئے ہیں۔

چ:۔ معرفت دفتر مینجر الفضل قادیان

طب ہومیوپیتھی کی مکمل اور نایاب و نادر تصنیف

# "پیام صحت" رجسٹرڈ (مشتمل بر دو جلد)

جلد اول:۔ در بارہ تشریح جسم انسانی و افعال الاعضاء حفظان صحت فلسفہ طب ہومیوپیتھی، طریق تشخیص امراض، طریق دوا سازی کا خواص الادویہ ضخامت ۶۰۰ صفحات، تصاویر و نقشہ جات زائد از دو صد قیمت آٹھ روپے علاوہ محصولڈاک

جلد دوم:۔ در بارہ علم العلاج، علامات و اسباب مرض تشریح العلامات۔ دایہ گری۔ و طبی لغات، ضخامت گیارہ سو صفحات۔

قیمت بارہ روپے علاوہ محصولڈاک

رعایت:۔ ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپے علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:۔ ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور

اخبارات کے ریویو۔ نامور اطباء کی آراء۔ مضامین مندرجہ کی تفصیل مفت طلب کریں

# ہندوستان کی خبریں

—— موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر انصاری نے گاندھی جی کو لکھا ہے۔ کہ مجھے آپ کی پالیسی سے اتفاق نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے سر سپرو کی کانفرنس کے لئے کامیابی کی دلی خواہش کا اظہار کیا ہے۔

—— بمبئی ۷ مارچ۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کو اس جرم میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی۔ جو عام جلسوں میں ایک مہینہ تک تقریر کرنے کی ممانعت کے متعلق نافذ کیا گیا تھا۔ آپ کو مجرم قرار دیکر تین ماہ قید محض اور پانچ سو روپیہ جرمانہ یا عدم ادائگی جرمانہ کی صورت میں تین ہفتہ مزید قید کی سزا دی گئی۔

—— امرتسر ۷ مارچ۔ رات ۹ بجے قمار بازوں کے دو جتھوں میں فساد ہو گیا جس سے دو آدمی ہلاک اور گیارہ مجروح ہوئے۔

—— دھولیرا کیمپ ۷ مارچ۔ گجرات پراونشل کانگریس کمیٹی کے سیکرٹری کو ایک ایسے شخص کی طرف سے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ کانگریس کے کام کے لئے دس ہزار روپے کا گراں قدر عطیہ موصول ہوا ہے۔

—— دہلی ۷ مارچ۔ ۱۷ مارچ کو آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں بحث کے لئے یہ قرارداد پیش ہونے والی ہے۔ "ہندوستان کے لوگ کرنسی نوٹوں کو ہاتھ لگانے سے انکار کر دیں۔ ہر بیوپاری یا کرنسی نوٹ کے بدلے میں جو ان کے قبضہ میں ہے۔ حکومت سے نقدی کا مطالبہ کریں۔ اور آئندہ کاغذ کو قبول سے انکار کر دیں۔"

—— انبالہ ۷ مارچ۔ وزیر ریاست کلسیہ جگناتھ دہری سے لاہور جا رہے تھے۔ راستہ میں ہی آپ دل کی حرکت بند ہو جانے سے فوت ہو گئے۔ انبالہ شہر سٹیشن پر آپ کی نعش گاڑی سے اتار دی گئی۔

—— نئی دہلی ۸ مارچ۔ اسمبلی کے اجلاس رواں میں حکومت کو فوجی میزانیہ کے سلسلے میں آج پہلی شکست ہوئی۔ مسٹر عبد المتین چودھری نے فوجی میزانیہ میں ایک روپیہ تخفیف کی تحریک پیش کی جو ۹۴ موافق اور ۴۴ مخالف آراء سے منظور ہو گئی۔

—— لدھیانہ ۸ مارچ۔ فری پریس کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ شیر جنگ احمد گڑھ وکیشی کا دعوم یہاں لایا گیا اور اس کا بیان قلمبند کیا گیا خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جالندھر وغیرہ میں پولیس نے جو چھاپے

مارے ہیں۔ وہ اسی کی نشان دہی کا نتیجہ ہیں۔ غالباً وہ سلطانی گواہ بن جائے گا۔

—— احمد آباد ۸ مارچ۔ گاندھی جی نے ایک عظیم الشان جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ جب تک ہمیں اپنا مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اس وقت تک ہم نہ خود چین سے بیٹھیں گے نہ حکومت کو چین لینے دینگے۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ ہندوستان کی نجات صداقت اور امن میں مضمر ہے۔

—— دہلی ۷ مارچ۔ ڈسٹرکٹ و سیشن جج دہلی تین ماہ کی رخصت پر جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ خانصاحب چودھری نعمت خانصاحب جج خفیفہ عارضی طور پر سیشن جج کا کام کرینگے۔

—— پشاور ۸ مارچ۔ امان اللہ خان کے بھائی سردار امین جان اور سردار عبد الحکیم خان سابق افغان ٹریڈ ایجنٹ پولیس کی حراست میں بذریعہ بنگال ایکسپریس برما بھیجدیئے گئے ہیں۔

—— امرتسر ۹ مارچ۔ شرومنی اکالی دل کی کارکن کمیٹی کے ایک غیر معمولی اجلاس میں پاس کیا گیا۔ کہ شرومنی اکالی دل گاندھی جی کی اس تاریخی جدوجہد میں اپنی امداد کا یقین دلاتے ہوئے آپ کی خدمت میں پانچ ہزار اکالی والنٹیروں کی فوری خدمات پیش کرتا ہے۔

—— گوجرات کے علاقوں میں جہاں جہاں نمک کی جھیلیں ہیں۔ فوجی پہرہ لگا دیا گیا ہے۔ اور نہ صرف آدمیوں کو بلکہ کسی جانور کو بھی قریب نہیں جانے دیا جاتا۔

—— پشاور ۹ مارچ۔ شاہ کابل نے محمد ولی خان کو گولے پانی اور ترکی جرنیل محمود سامی کو پھانسی کی سزا دی۔ ان دونوں کے خلاف حکومت افغانستان سے غداری کا الزام تھا۔

—— دہلی ۸ مارچ۔ وائسرائے کی ٹرین پر بم کے حادثہ کی تحقیقات کرنے کے لئے پولیس کا جو خاص محکمہ قائم کیا گیا تھا۔ وہ تین ماہ کی ناکام کوشش کے بعد توڑ دیا گیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۰ مارچ۔ سردار ولبھ بھائی پٹیل کی سزائے قید کے خلاف اسمبلی میں جو تحریک التوا پیش ہوئی تھی وہ ۳۰ آراء کی موافقت اور ۵۳ کی مخالفت سے نامنظور ہو گئی۔ مرکزی مسلم پارٹی کے اکثر ارکان نے حکومت کے حق میں ووٹ دیئے۔

—— لاہور ۸ مارچ۔ گورنر با جلاس کونسل نے والئے ریاست امیٹھی پر فضول خرچی کا الزام لگا کر ریاست کو کورٹ آف وارڈز کے سپرد کرنے کا اعلان کیا ہے۔

—— دہلی ۸ مارچ۔ حکومت ہند نے منظور کر لیا ہے۔ کہ مالک اخبار "ریاست" کے خلاف ایکٹ تحفظ والیان ریاست کے ماتحت جو مقدمہ چل رہا ہے۔ وہ ہوشنگ آباد کے ریلوے مجسٹریٹ کی عدالت

—— بھروچ کی آریہ سماج کے سیکرٹری پر بعض نامعلوم آدمیوں نے حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

—— بمبئی میں مسلمانوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا شوکت علی نے کہا۔ کہ گاندھی جی نے اس وقت جبکہ ملک کی فضا بہت خراب ہے۔ سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے میں غلطی کی ہے۔ گاندھی جی نے ہماری باتوں کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس لئے مسلمان ان کے کسی کام میں شریک نہیں ہو سکتے ہم چاہتے ہیں۔ کہ پہلے ہمارے ساتھ سمجھوتہ کر لیا جائے پھر ہم دیکھیں گے۔ کہ آیا کسی ملکی تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔ یا نہیں۔

—— امرتسر ۹ مارچ۔ ۹½ بجے شب اچانک کوتوالی میونسپل کمیٹی اور ہال بازار کی بجلی بجھ گئی۔ اور فوراً کسی نے کوتوالی کے عین نزدیک دروازہ کے باہر تین بم پھینکے۔ جو بڑے زور کے دھماکے سے پھٹ گئے۔ اور جن کے کنکر اور کانچ کے ٹکڑے دور دور تک اڑ گئے۔ نقصان کوئی نہیں ہوا۔

—— امرتسر ۹ مارچ۔ شرومنی کمیٹی میں سردار بہادر مہتاب سنگھ کے خلاف عدم اعتماد کا ریزولیوشن پاس ہو گیا۔

—— لاہور ۱۰ مارچ۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے ایڈیٹر "ملاپ" کے مقدمہ بغاوت کا فیصلہ سنا دیا۔ نو ماہ قید با مشقت اور دو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔

—— لاہور ۱۰ مارچ۔ یکی دروازہ کے ایک گرہستی نے ایک عورت کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی۔ لیکن عورت نے تیسری منزل سے کود کر اپنی عصمت بچائی۔ آج اس کے مقدمہ میں سٹی مجسٹریٹ نے فیصلہ سنا دیا۔ اور ملزم کو دو ماہ قید با مشقت کی سزا دی۔

—— احمد آباد ۱۰ مارچ۔ یہ خیال یقین کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ کہ گاندھی جی کو مہم پر روانہ ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ان کی گرفتاری کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

—— لاہور ۱۰ مارچ۔ سر فضل حسین ریونیو ممبر گورنمنٹ پنجاب ایگزیکٹو کونسل میں جا رہے ہیں۔ آپ کی جگہ خان بہادر سکندر حیات خان گورنمنٹ پنجاب کے ریونیو ممبر مقرر کئے گئے۔

—— لاہور ۱۰ مارچ۔ فوجی جتھہ کے رہنما رسالدار انوپ سنگھ کے خلاف اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ چل رہا تھا۔ عدالت نے مقدمہ ہذا کا فیصلہ کرتے ہوئے قرار دیا۔ کہ ملزم نے امن شکنی کا ارتکاب کیا ہے۔ لہذا عدالت نے اس کا چار ہزار روپے کا مچلکہ ضبط کر لیا۔

—— نئی دہلی ۱۰ مارچ۔ حکومت ہند کے دفاتر یکم اپریل کو دہلی میں بند ہو جائینگے۔ اور ۲ اپریل شملہ میں کھلیں گے۔

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۸ - مارچ سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

# سرکاری ملازمتوں کے متعلق غیر مسلموں کا رویّہ

## مسلمانوں کو جائز حقوق سے محروم کرنے کی چالیں

حکومت کے تمام چھوٹے بڑے محکموں پر چونکہ غیر مسلم قابض ہیں۔ اور عرصہ سے قابض ہیں۔ اس لئے مسلمان نہ صرف اس لحاظ سے سخت نقصان اٹھا رہے ہیں۔ کہ ان پر ملازمتوں کے دروازے بند ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی بے حد مشکلات اور تکالیف میں مبتلا ہیں۔ کہ حکومت کے اعلےٰ حکام تک ان کی آواز نہیں پہونچ سکتی۔ اور برادران وطن جس طرح چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ حالت قطعاً ناقابل برداشت ہے۔ اور اگر اس کا انسداد نہ ہوا۔ تو بحیثیت قوم مسلمانوں کا زندہ رہنا محال ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اب جبکہ پانی سر سے گذر چکا ہے۔ مسلمان اپنا جائز حق حاصل کرنے کے لئے چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ لیکن غیر مسلموں کی قساوت قلبی اور سنگ دلی اس حد تک ترقی کر چکی ہے۔ کہ ان کی طبع نازک پر یہ چیخ و پکار بھی نہایت گراں گذر رہی ہے۔ اور وہ موجودہ فضا سے فائدہ اٹھانے کے لئے اسے "متحدہ قومیت ہند" کے منافی قرار دے کر بہت بگڑ رہے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ باوجود گورنمنٹ انگریزی کو لعنت بلکہ شیطانی حکومت قرار دینے۔ اس سے عدم تعاون کے دعوے اور اسے اڑا دینے کے ارادے رکھنے کے سب محکموں پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں۔ بلکہ سرکاری محکموں پر اپنا تسلط و اقتدار اور زیادہ بڑھانے اور قائم رکھنے کے لئے ان کی کوششیں مسلمانوں سے بھی بدرجہا بڑھی ہوئی ہیں۔ ظاہراً تو وہ اس بات پر بہت بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ مسلمان چند ایک نوکریوں کے لئے کوئی کوشش کریں۔ لیکن عملی لحاظ سے خود ان سے بھی زیادہ اس جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ صحبت امروزہ میں اس کی چند ایک مثالیں پیش کی جاتی ہیں

سکھ اخبار "شیر پنجاب" (۹ - مارچ) نے صفحہ ۳ پر ایسے لوگوں کو "جو صرف چند نوکریوں کے لئے اپنے ملک کو غیروں کے ہاتھ فروخت کر دینے پر آمادہ ہو سکتے ہیں" "ملکی غدار" کا لقب دیکر لکھا ہے:-

"غیروں سے صلح ہو سکتی ہے۔ دشمنوں کو دوست بنایا جا سکتا ہے۔ مگر ملکی غداروں سے آج تک کبھی کسی حکومت۔ قوم یا جماعت نے صلح نہیں کی"

لیکن صفحہ ۵ پر ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے اس سرکلر کا رونا روتے ہوئے جس میں کہا جاتا ہے۔ کہ آئندہ محکمہ ریلوے میں مسلمانوں کو معقول تعداد میں بھرتی کرنے کی ہدایت ہے۔ لکھا ہے:-

"پالٹکس میں جو روش سکھوں نے اپنے حقوق کی جانب سے لاپرواہی کی اختیار کر رکھی ہے۔ اگر اس سے باز نہ آئے۔ تو وہ وقت دور نہیں۔ جب سکھ نوجوان یہ محسوس کرنے لگیں۔ کہ وہ جہاں تک حکومت کے نظم و نسق کا تعلق ہے۔ اچھوت ہیں"

علاوہ اس کے انہی دنوں سکھوں کی طرف سے یہ مطالبہ بھی بڑے زور شور سے پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ ہائی کورٹ میں ایک سکھ جج کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ اور خود "شیر پنجاب" اس کے متعلق کئی بار لکھ چکا ہے۔ پس جب ملازمتوں میں اپنے تناسب آبادی سے بہت بڑھ کر قبضہ جمانے کے باوجود سکھ پورے پورے قوم پرست رہ سکتے ہیں۔ تو مسلمان بیچارے اپنی آبادی کے تناسب سے بڑھ کر نہیں۔ بلکہ اس کے مطابق سرکاری ادارات میں اپنا جائز حق حاصل کرنے کی وجہ سے کس منطق کی رو سے "ملکی غدار" ہو سکتے ہیں۔

ایجنٹ ریلوے کے اس سرکلر کی خدا جانے کیا حقیقت ہے اور اس میں کیا لکھا ہے۔ لیکن اگر کوئی ایسا سرکلر فی الواقعہ جاری بھی ہوا ہو۔ تو بھی غیر مسلموں کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں۔ کیونکہ پہلے ہی ریلوے میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور مسلمانوں کی بہت کم ہے۔ چنانچہ اسمبلی کے اجلاس میں پنڈت مالوی جی نے بھی اعتراف کیا۔ کہ "ریلوے ملازموں کی بھرتی میں مسلمانوں کو ان کا جائز حق نہیں دیا جاتا" نیز یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ کسی سرکلر کو عملی جامہ پہنانا بھی تو انہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس سے قبل حکومت کئی ایسے سرکلر جاری کر چکی ہے۔ مگر ان کا حشر سب کو معلوم ہے۔ پسماندہ اقوام کو تعلیم میں زیادہ سہولتیں بہم پہونچانے کا حکم صریحاً موجود ہے۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ تعلیمی بجٹ کا اکثر حصہ ہندو سکولوں کو ہی دیدیا جاتا ہے۔ اور بھی جو مراعات سکالرشپ وغیرہ کی صورت میں ہیں۔ ان سے بھی عام طور پر ہندو ہی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی اس قسم کا سرکلر جاری ہوا ہو۔ تو بھی غیر مسلموں کو شور مچانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ اس سے قبل کئی ایسے احکام کو عملاً کالعدم کر چکے ہیں۔ لیکن باوجود ان حالات کے صرف اس قسم کے سرکلر کے اجراء کی اطلاع نے ہی غیر مسلم اخبارات کو نعل در آتش کر دیا ہے۔ اور وہ اس پر ایسے ہنگامہ برپا کر رہے ہیں۔ گویا ان پر آسمان ٹوٹ پڑا ہے۔ "ملاپ" (۷ - مارچ) نے اس خبر کو "نارتھ ویسٹرن ریلوے میں ہندوؤں کے لئے ملازمت کا دروازہ بند ہونے والا ہے" کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ اور پھر اسی کی بنا پر یہاں تک لکھدیا ہے:-

"اب ہندو آرام سے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ اور مکمل مسلم راج کے قائم ہو جانے کا انتظار کریں۔ اس عرصہ میں انہیں یہ بھی دیکھ لینا چاہئیے۔ کہ ان کے زندہ رہنے کی کوئی ممکن صورت بھی ہو سکتی ہے۔ یا نہیں"

ایک اور ہندو اخبار "پارس" "متحدہ قومیت ہند" کی علمبرداری کا مدعی۔ اور جس کا دعوےٰ ہے۔ کہ "سرکاری محکموں میں ہندو راج یا مسلم راج کے متعلق آج تک "پارس" میں کچھ نہیں لکھا گیا۔ ہم ایسی باتوں پر وقت اور قوت ضائع کرنا فضول سمجھتے ہیں" لکھتا ہے:-

"نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ میں دونو اعلےٰ افسر مسلمان ہیں۔ جو مسلم اخبارات کی سرپرستی کرنا ہی اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔ حال میں اس محکمہ کی طرف سے جو اشتہارات اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیجے گئے۔ ان کا پچانوے فیصدی حصہ مسلم اخبارات کو ہی ملا ہے" (۸ - مارچ)

ایک دلچسپ مثال اور سُنئے:-

فنانشل کمشنر پنجاب کے دفتر میں ہندو اور سکھ ملازمین کا عنصر بہمہ وجوہ غالب ہے۔ لیکن اتفاق سے چار سٹینو گرافر مسلمان لگ گئے۔ جو در اصل مستقل نہیں۔ بلکہ دو ہندوؤں۔ ایک سکھ اور ایک

مسلمان کی قائم مقامی کر رہے ہیں۔ لیکن اگر یہ مستقل بھی ہوتے تو بھی کوئی ایسی بات نہ تھی۔ سینکڑوں محکمے ایسے ہیں جن میں مسلمانوں کا نام بھی نہیں۔ یا بہت ہی کم ہیں۔ لیکن اسے اس قدر اہم قرار دیا گیا۔ کہ سردار پرتاپ سنگھ صاحب نے اس "ظلم عظیم" کے متعلق پنجاب کونسل میں سوال کرنا مناسب سمجھا :۔

یہ ایک معمولی سا خاکہ ہے ان کوششوں کا۔ جو ہندو باوجود سرکاری اداروں پر کلیتہً مسلط ہونے کے سرکاری ملازمتوں کیلئے کر رہے ہیں۔ اور عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے اگر کوئی ایسی کوشش کی جاتی ہے تو اسے "قومیت متحدہ ہند" کے منافی قرار دیتے ہوئے ان کے خلاف آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ اور تو اور۔ خود وہ لوگ جو اس نازک وقت میں مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ہیں وہ بھی مسلمانوں کو ستانا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ "زمیندار" (۱۰۔ مارچ) لکھتا ہے :۔

"ممکن ہے۔ انقلاب کے نزدیک تصفیہ حقوق کے یہ معنے ہوں۔ کہ کونسل اور اسمبلی میں چند زائد رکنیتیں حاصل کر لی جائیں اور سرکاری ملازمتوں میں چند مسلمان بھرتی کرلئے جائیں۔ مگر عاجلہ اور آخرہ کے فرق کو جاننے والے ان غیر وقیع الفاظ کی حقیقت سے ناآشنا نہیں۔ وہ آنی اور وقتی تفوق کے سراب کی خاطر سعی مشکور کے انعام ربانی کا استخفاف نہیں کرتے"

تعجب ہے۔ غیر مسلم سب کچھ اپنے ہاتھ میں رکھنے کے باوجو کونسل اور اسمبلی میں زائد نشستوں اور سرکاری محکموں کی ملازمتوں میں ہندو بھرتی کئے جانے کے لئے کوشش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو خود مسلمان کہلانے والے اس سے روک رہے ہیں۔ حالانکہ مسلمان پہلے ہی ہر لحاظ سے پسماندہ ہیں ؛

## نواب سکندر حیات خاں کا تقرر

سر فضل حسین کے وائسرائے کی کونسل میں چلے جانے سے پنجاب ایگزیکٹو کونسل میں ریونیو ممبر کی جو جگہ خالی ہوئی تھی۔ اس پر نواب سکندر حیات خاں کا تقرر ہوا ہے۔ جو بہت موزوں اور مناسب ہے۔ نہ صرف اس لحاظ سے کہ نواب صاحب ہر لحاظ سے اس اہم ذمہ داری کے اہل ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ ہندوؤں کے شور وغوغا سے متاثر ہو کر حکومت نے مسلمانوں کی حق تلفی نہیں کی۔ ہم اس عزت افزائی پر نواب صاحب موصوف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں ؛

ہندو اخبارات میں یہ خبر بڑے زور شور سے شائع ہوئی تھی۔ کہ اگر سر فضل حسین کی جگہ کسی ہندو کو نہ دی گئی۔ تو پنجاب کونسل کے تمام ہندو ممبر مستعفی ہو جائیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہندو ممبر اپنے اس بیان کو کہاں تک۔ عملی جامہ پہناتے ہیں ؛

## جمعیتہ العلماء کی سول نافرمانی

گاندھی جی کی تقلید کرنے کی خاطر جمعیتہ العلماء ہند نے بھی یہ تجویز پاس کی ہے۔ کہ شاردا ایکٹ کی جو یکم اپریل سنہ ۱۹۳۰ء سے نافذ ہو جائے گا۔ نافرمانی کرنے سے قبل "صدر صاحب" ایک مکتوب وائسرائے ہند کے نام بھیجیں"۔ جس میں شاردا ایکٹ سے مسلمانوں کی عام بیزاری اور ناراضی کے مظاہرات اور اتمام حجت کے مدارج کو واضح کر دیا جائے۔ اور بتا دیا جائے۔ کہ اگر ۳۱ مارچ تک یہ قانون مسترد نہ کیا گیا۔ تو یکم اپریل سے "مجلس تحفظ ناموس شریعت" اسلامی شریعت کی حفاظت کے لئے سول نافرمانی کی کوئی مؤثر صورت اختیار کرنے میں آزاد اور حق بجانب ہوگی"۔ (زمیندار ۱۳۔ مارچ)

گاندھی جی کی سول نافرمانی کی صورت خواہ کتنی ہی مضحکہ خیز ہو۔ لیکن انہوں نے وائسرائے کے نام جو مکتوب بھیجا۔ اس میں اس کی پوری وضاحت کر دی تھی۔ لیکن "مجلس تحفظ ناموس شریعت" صرف یہ کہنا چاہتی ہے۔ کہ وہ "سول نافرمانی کی کوئی مؤثر صورت اختیار کرے گی"۔ جو مجلس ابھی تک یہی طے نہیں کر سکی۔ کہ وہ کیا "مؤثر صورت" اختیار کرے گی۔ اس کے متعلق کیا توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کچھ کر بھی سکے گی ؛

جمعیتہ العلماء کے سابقہ کارہائے نمایاں کو دیکھتے ہوئے ہمارا تو یہ خیال ہے۔ نہ کوئی مؤثر صورت ان کے ذہن میں آئے گی۔ اور نہ وہ اس پر کاربند ہو سکیں گے۔ وہ ایک وقت تک بے فائدہ شور مچاتے رہیں گے۔ اور پھر خاموش ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ مسلمانوں کو اس قسم کی بے فائدہ اور بے نتیجہ باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔ جو محض گرمی محفل کے لئے پیدا کی جاتی ہیں ؛

## ظفروال کا فتنہ

عمال حکومت کی عدم توجہی اور لاپرواہی کے باعث قریباً ایک سال سے ظفروال کے بے کس اور بے بس مسلمان سکھوں کی بے پناہ ستم آرائیوں کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ وہاں کے سکھ جب اور جس طرح چاہتے ہیں۔ انہیں دکھ اور تکالیف دیتے ہیں ؛

قریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا۔ چند کانگریسی لیڈروں نے مداخلت کر کے اخبارات میں اعلان کرا دیا۔ کہ اس قضیہ نامرضیہ کا خاطر خواہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور اذان کی بندش اٹھ گئی ہے۔ لیکن اس کے دوسرے تیسرے ہی روز سکھوں نے پھر مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں نہایت بری طرح زدوکوب کیا۔ اب پھر خبر آئی ہے۔ کہ اذان کمیٹی امرتسر کے مقرر کردہ مؤذن پر سکھوں نے قاتلانہ حملہ کیا۔ جس نے بھاگ کر جان بچائی۔ اور اب سکھوں نے پھر وہاں اذان اور نماز بند کر دی ہے۔ ان حالات کو دیکھ کر کون نہیں کہے گا۔ کہ ظفروال میں سکھ خود مختار فرمانروا ہیں۔ وہ جب چاہیں اذان بند کر دیں۔ جب چاہیں۔ اجازت دیدیں۔ جب چاہیں۔ مسلمانوں کو پیٹ لیں۔ اور ان کی عورتوں کی بے حرمتی کر لیں۔ جب چاہیں "راضی نامہ" پر مجبور کر لیں ؛

قریباً ایک ماہ تک وہاں اذان باقاعدہ ہونے سے ارباب حکومت پر یہ بات تو اچھی طرح واضح ہو چکی ہوگی۔ کہ اذان کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو سکھوں کے لئے ناقابل برداشت ہو۔ وہ صرف مسلمانوں پر اپنی طاقت و قوت کا سکہ جمانا چاہتے ہیں۔ اور یہ بات حکومت انگریزی کے وقار کے لئے سخت مضر ہے۔ کہ کوئی قوم دوسری قوم کے حقوق بزور بازو دبائے رکھے ؛

اسمبلی اور پنجاب کونسل میں حکومت اعلان کر چکی ہے۔ کہ ظفروال میں کوئی جھگڑا اب باقی نہیں۔ حالانکہ جھگڑا بدستور ہے۔ اور بات ابھی وہیں کی وہیں ہے۔ جہاں پہلے روز تھی۔ اگر حکومت چاہتی ہے۔ کہ وہاں حقیقی امن قائم ہو۔ تو اس کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ تعزیری پولیس بٹھا دی جائے۔ جس کا تمام خرچ فتنہ پرداز سکھوں پر ڈالا جائے۔ کونسل کے مسلم ممبران کو چاہئے کہ گورنمنٹ کو اس ظلم کی طرف توجہ دلائیں۔ جو ظفروال میں مسلمانوں پر ہو رہا ہے ؛

## بین الملی شادیاں اور اسلام

ان دنوں ہندو مسلم اتحاد کے لئے بین الملی شادیوں کو رواج دینے کی پُر زور کوششیں کی جا رہی ہیں۔ پچھلے دنوں لاہور میں اس موضوع کے حسن و قبح پر غور کرنے کے لئے ایک مجلس مناظرہ قائم ہوئی جس میں پنڈت نانک چند بیرسٹر ایم۔ ایل۔ سی نے کہا "اتحاد کی ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ بین الملی شادیاں ہیں"۔ اور ایک نام نہاد مسلمان وکیل نے کہا

"قرآن میں بے شک غیر مذاہب کے ساتھ شادی کی اجازت نہیں ہے۔ مگر حالات کے مطابق ہمیں اس حکم میں کچھ ترمیم کر لینی چاہیئے"۔ (بحوالہ کشمیری ۷۔ مارچ)

حالانکہ اگر یہ کہنے والے میں ذرا بھی عقل و شعور کا مادہ ہوتا۔ تو وہ بغیر اپنا ایمان ضائع کئے بھی اس تجویز کی تائید کر سکتا تھا۔ اسلام نے اہل کتاب غیر مسلم عورتوں سے شادی کی عام اجازت دی ہے۔ اب اگر بقول مسٹر نانک چند اتحاد کی ایک ہی صورت ہے۔ اور وہ بین الملی شادیاں